

سرکاری رپورٹ (مباحثات)

چوبیسوال اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 10 اگست 2020ء بھرطابن 19 ذوالحجہ 1441 ہجری، بروز سوموار۔

نمبر شار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	3
2	دعاۓ مغفرت۔	4
3	رخصت کی درخواستیں۔	39
4	تحریک التوانہر 2 مجانب محمد اکبر مینگل۔	42
5	آڈٹ رپورٹ برائے سال 18-2017ء۔	42
6	مجلس قائمہ کی رپوٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا۔	44
7	بااضابطہ شدہ تحریک التوانہر 1 پر بحثیت مجموعی عام بحث۔	46

ایوان کے عہدیدار

اپیکر--- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اپیکر--- سردار بابرخان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی--- جناب طاہر شاہ کاکڑ

اپیشنل سیکرٹری (قانون سازی)--- جناب عبدالرحمن

چیف روپورٹر--- جناب مقبول احمد شاہ وانی



بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 10 اگست 2020ء بہ طبقہ 19 ذوالحجہ 1441 ہجری، بروز سوموار، بوقت شام 5 بجھر 35 منٹ پر زیر صدارت میر عبدالقدوس بنجوا، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔
تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

قاری عبدالمالک صاحب

﴿پارہ نمبر ۳ سورہ آل عمران آیات نمبر ۳۰ تا ۳۲﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ جس دن موجود پائے گا ہر شخص جو کچھ بھی کی ہے اُس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ بھی کی ہے اُس نے نُبُائی، آرزو کرے گا کہ مجھ میں اور اُس میں فرق پڑ جائے دور کا اور اللہ ڈرата ہے تم کو اپنے سے اور اللہ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر۔ تو کہہ اگر تم محبت رکھتے ہو اللہ کی تو میری راہ چلوتا کہ محبت کرے تم سے اللہ اور بخشش گناہ تمہارے اور اللہ بخششے والا مہربان ہے۔ تو حکم مانو اللہ کا اور رسول کا پھر اگر اعراض کرے تو اللہ کو محبت نہیں ہے کافروں سے۔ صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيْمُ۔

جناب اسپیکر: جزاک اللہ۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر point of order

جناب اسپیکر: پہلے کارروائی تو شروع کریں، جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر آج چجن میں صحیح گیارہ بجے کے قریب مال روڈ پر ایک دھماکہ ہوا ہے جس میں چھ بے گناہ معصوم شہری شہید ہوئے ہیں یہ بھی خبر آئی ہے کہ درجنوں لوگ اس میں زخمی ہوئے ہیں جو ایک لخراش واقعہ ہے لہذا میں آپ سے request کرتا ہوں کہ ان شہداء کے لئے فاتح خوانی کی جائے۔

جناب اسپیکر: شکریہ جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: ایک دفعہ آپ ان شہداء کے لئے فاتح خوانی کر لیں اس کے بعد پھر میں۔

جناب اسپیکر: جی دعاۓ مغفرت کریں۔

(دعاۓ مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: اللہ مغفرت کرے، جی حمل کلمتی صاحب۔

میر حمل کلمتی: جناب اسپیکر! گوکہ ایک اعظم شخصیت سردار حمید اللہ سردار زمی جو بہت سارے کے سردار بھی ہیں، ہم سب کے دوست بھی ہیں ہمارے اور آپ کے وہ ایران میں فوت ہوئے ہیں ان کے لئے بھی فاتح خوانی کی جائے۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

(دعا مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: جی نواب صاحب۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: جناب اسپیکر بڑا ہم مسئلہ جو صرف حزب اختلاف کا نہیں ہے بلکہ سارے ایوان کا ہے یہ 2018ء میں، میں نے ایک resolution table کیا تھا جس میں ہم نے فیڈرل گورنمنٹ سے اس ایوان کی توسط سے demand کی تھی کہ CPEC کے جو بھی معاہدے ہوئے ہیں ان کو اس ہاؤس کی پر اپریلی بنائی جائے تاکہ ہم بھی دیکھیں کہ CPEC میں کیا معاہدے کیے ہیں، ہمارا کیا فائدہ ہے اور کیا نقصان ہے۔ لیکن 2018ء سے آج تک میرے خیال میں آپ نے بھی اس کو pursue نہیں کیا ہے یا آپ کے عملہ کا بھی کام ہے کہ اتنا پرانا جو adopt ہوا ہے resolution وہ متفقہ تھا تو جناب اسپیکر آج میں افسوس سے میں کہتا ہوں کہ جو بھی قرارداد ایس ایوان میں ہم متفقہ پاس کرتے ہیں یا جو بھی مسئلے

ہم اٹھاتے ہیں یہ ہماری قرارداد فیڈرل گورنمنٹ کے Ministry of Parliamentary Affairs میں جا کر یہ ردی کی ٹوکری کا حصہ بنتی ہے اور نہ آپ اس کو follow کرتے ہیں نہ آپ کا عملہ اس کو followup کرتا ہے یہ معاملہ بلوچستان اسمبلی کے استحقاق کا مسئلہ ہے اب لگتا اس طرح ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ یا اسمبلی شمنٹ یا پاکستان کا فوج۔ (XXXXXXXXXXXXXX)۔ جو بھی چاہتا ہے۔۔۔

جناب اسپیکر: پاکستان کا فوج۔

نواب محمد سلم خان رئیسانی: جو بھی ہم سے چھین کر لے جانے کی وہ کوشش کرتے ہیں ہمیں کوئی اختیار نہیں کہ ہم اس کے بارے باز پرس کریں کچھ دن پہلے سینٹ کی اسٹینڈنگ کمیٹی میں بھی انہوں نے demand کی تھی کہ CPEC کے agreements کے لئے جائیں۔ لیکن انہوں نے انکار کیا۔ اب محسوس اس طرح ہوتا ہے کہ ہمارے لئے جو حکومتی ارکان اسلام آباد سے یا یہاں یعنی بڑی خوبصورت باتیں کرتے ہیں کہ ہمارے لئے ایک سونے کا محل بنایا گیا ہے یا ہمارے لئے ایک وہ باغ بنایا گیا جو فروٹ یا میوه جات سے بھرا ہوا ہے لیکن دیکھنے میں یہ آتا ہے کہ وہ سونے کا محل وہ فروٹ سے بھرے ہوئے باغات وہ سب ہمارے لئے۔۔۔

جناب اسپیکر: اذان ہو رہی ہے۔

(خاموشی - اذان عصر)

نواب محمد سلم خان رئیسانی: جی جناب میں اس باغ کی بات کر رہا تھا یا اس سونے اور چاندنی اور ہیرے جو اہرات کے میں اس محل کی بات کر رہا تھا جو کہا جاتا ہے کہ یہ ہمارے لئے بناء ہے یہ باغ بھی ہمارے لئے سربراہ شاداب ہے لیکن ہمیں اس باغ میں گھونٹنے پھرنے کی تجازت ہے یا ہمیں اس محل میں رہنے کی اجازت ہے لیکن ہمیں کسی چیز کو ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں ہے یعنی ہم تو کہتے ہیں پچھلے 70-74 سال سے کہ ہم احساس محرومی میں بیٹلا ہیں ہم بلوج، پیتوں احساس محرومی میں ہیں لیکن جب ایک بڑی اہم چیزیں ہم اس اسمبلی میں لاتے ہیں تو اب دیکھنے میں یہ آتا ہے یعنی اسلام آباد میں یا اسمبلی شمنٹ کے سامنے میں ہماری اسمبلی کی بھی کوئی حیثیت نہیں اس کی ہم پر زور الفاظ میں نہ مذمت کرتے ہیں اور آپ کی توسط سے اسلام آباد والوں کو ہم کہنا چاہتے ہیں کہ مطلب یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے کہ چاند کے ساتھ جو بھی آپ نے معاہدے کیے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ وہ جو انہوں نے کئے ہیں چاند کے ساتھ وہ کم از کم اس ایوان کے سامنے آئیں۔

ہم دیکھیں کہ انہوں نے ہم سے سارے coast چھین کے لے گئے ہیں یہ ہمارے معدنیات ہم سے چھین کے لیجاء رہے ہیں اور ہم صرف آکر یہاں آ کر تصویریں کھینچتا تھے ہیں اور دوسرے دن اخبار میں ہماری تصویریں آتی ہیں کہ جی اسلام ریسنسی نے بڑی زبردست تقریر کی لیکن اسلام ریسنسی صرف تقریر نہیں کرتا میں تو کہتا ہوں کہ ہم صرف فواؤسیشن کے لئے یہاں نہیں آتے ہیں ہم یہاں بلوچستان اور جو یہاں لئے والی قویں ہیں ہم ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے بات کرتے ہیں ہم ان کے حقوق جو غصب کئے گئے ہیں ہم کہتے ہیں کہ کم از کم جو ہمارا حق ہے ہم کا حق نہیں مانگتے ہیں ہم نہ پنجاب کا حق مانگتے ہیں ہم نہ کسی کا حق مانگتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ جو ہمارا حق ہے ہمارا حق ہمیں دیا جائے اور جناب اسپیکر ایک اور ہم بات آپ کا جو عمل ہے میرے خیال میں آپ کے اس قرارداد کے بارے میں آپ کو بتایا کبھی نہیں ہوگا۔۔۔۔۔

جناب اسپیکر: Check میں کرتا ہوں۔

نواب محمد اسلام خان ریسنسی: لیکن آپ کا بھی فرض ہے کیونکہ آپ Custodian of the House ہیں آپ کا بھی فرض ہے کہ یہ جو ہم آپ کے لئے تو عام معاملہ ہوگا حکومت کے لئے عام چیز ہوگا لیکن کم از کم میرے لئے یہی پیک کا معاهدہ بڑا ہم ہے۔

جناب اسپیکر: Check کروتا ہوں نواب صاحب، ٹھیک ہے۔

نواب محمد اسلام خان ریسنسی: کیونکہ آج ہم نے سنا ہے کہ آج جو (xxxxxxxxxx) گواہ میں ہے وہ وہاں کے لوگوں سے پوچھتا ہے کہ تم کہاں جا رہے ہو تو تم کون ہو۔۔۔

جناب اسپیکر: نواب صاحب فوج پاکستان کی ہے۔

نواب محمد اسلام خان ریسنسی: پھر میں اپنے گاؤں جاتا ہوں جس طرح میں اپنے گاؤں میں جاتا ہوں اس طرح مجھ سے پوچھتا ہے کہ تمہارا نام کیا ہے تم کہاں جا رہے ہو تو جناب یہ چیزیں بالکل undesirable ہیں یہ چیزیں ہمیں پسند نہیں میرے خیال میں ابھی جان محمد جمالی بھی میری باتیں سن رہے ہیں تو ان کو بھی چاہیے کہ اس مسئلے کو آپ کو۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ نواب صاحب میں check کرتا ہوں، ایک بات تو یہ ہے نواب صاحب فوج جو ہماری فوج ہے وہ پاکستان کی فوج ہے بہر حال اس کے حوالے سے سیکرٹری صاحب مجھے اس کا date up معلوم کر کے دیں، ایک منٹ سردار صاحب کو دیوں۔

سردار عبدالرحمن کھیتران (وزیر حکومت خوارک و بہود آبادی): جناب اسپیکر صاحب ہر ایک کے اپنے

views ہیں سلسلہ ہے جہاں تک پاکستانی فوج کا سوال ہے اس میں ہمارے بچے ہیں اس ملک کی فوج ہے اس پاکستان کی فوج ہے۔ XXXXX

جناب اسپیکر : بالکل یہ پاکستان کی فوج ہے اس میں بلوچ یا پٹھان نہیں۔

وزیرِ ملکہ خوراک و بہود آبادی : اس میں پورے پاکستان کی فوج ہے اور اس میں ہمارا خون شامل ہے ہمارے بچے دہاں بارڈر پر قربانیاں دے رہے ہیں ہمارے بلوچستان کے قبرستانوں میں آپ جا کے دیکھیں اسی فوج میں بیہین کے سپوت جو بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب آج وہ شہداء کیا کوہاکیا، بارکھان کیا ہوشکی کیا، کوئٹہ کیا، سکران کوئی جگہ ہے پورے بلوچستان کی کہ جہاں ہمارے شہداء جو اس پاکستان کی فوج میں ہیں اپنے خون سے اس ملک کی حفاظت کی ہے لہذا میں گزارش کروں گا کہ جو الفاظ انواب صاحب XX کی استعمال کیئے ہیں اس کو expunge کیئے جائیں جناب۔

جناب اسپیکر : جی۔ شکریہ سردار صاحب۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی : جناب آپ مجھے یہ بتائیں کہ کتنے بلوچ ہیں کتنے پڑھان ہیں میں آپ کو بتاؤں ہمارے تحوڑے بہت پشوں ہمارے خٹک بھائی ہیں جو کرک سے لوگ آتے ہیں جو کوہاٹ سے لوگ آتے ہیں ہم نے ان کی باتیں سنی ہیں یہ گاڑیوں سے خواتین کو بھی اتار کر چیک کرتے ہیں کہ تم کہاں جا رہے ہو تم کون ہو مطلب یہ جو بات آپ کر رہے ہیں آپ کے لئے درست ہے ۔۔۔

جناب اسپیکر : بالکل فوج پاکستان کی ہے لیکن سیکورٹی کے معاملات ہیں کی بیشناہ ہوتی ہیں۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی : ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم اس وطن کے باسی ہیں میں اس وطن کا سفید ریش ہوں مجھے روک کر وہ کہتے ہیں کہ تم کون ہو تمہارا نام کیا ہے تم کہاں جا رہے ہو مطلب یہ اگر ان کو اچھا لگتا ہے کم از کم مجھے اچھا نہیں لگتا اگر یہ صفت سلاخ ہے گم ہو جاتے ہیں میں کم از کم صفت سلاخ نہیں کرانا چاہتا ہوں۔

وزیرِ ملکہ خوراک و بہود آبادی : اس کو اچھا لگتا یا بر الگتا ہے مجھے اچھا نہیں لگتا ہے وہ فوج وہ سپاہی جو ناکوں پر کھڑے ہیں جو ڈبوٹی کر رہے ہیں ان کا فرض ہے کہ Security point of view کو منظر رکھیں۔

جناب اسپیکر : یہ بحث آپ نے شروع کی ہے۔۔۔

وزیرِ ملکہ خوراک و بہود آبادی : یہ کسی کو ذاتی طور پر جیسے Point کر رہے ہیں نواب صاحب نے ان کو check کیا ہو گا ان کو کہا گیا ہو گا ہاں میں مانتا ہوں یہ Security point of view سے ان کا حق ہے

☆ بحکم جناب اسپیکر xx xxxxxxxxx غیر پارلیمانی الفاظ کارروائی سے حذف کردیئے گئے۔

کہ ہر آدمی کو کیونکہ سب کو کوئی نہیں جانتے ہیں باقی جہاں تک شہداء کا سوال ہے ہمارے بلوچستان کے سپوٹ شہید ہوئے ہیں آج کوئی قبرستان ایسا نہیں ہے جس میں بلوچ یا پہنچان یا اس دھرتی کے بلوچستان کے رہنے والے شہداء نہیں ہیں لہذا یہ پاکستان کی فوج ہے ہماری فوج ہے ہم اس کو own کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ جی ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر نواب اسلام صاحب نے ایک موضوع کی طرف آپ کی توجہ دلائی ہے میں نے تقریباً اسی فلور پر کوئی پانچ سے دس دفعہ پہلے جب ہمارے پرانے سیکرٹری صاحب تھے بھی اس موضوع پر بات ہوئی اس میں مخصوص جو یہ ہمارے اسمبلی کی جو ساری mechanism ہے جو اس اسمبلی کا manual ہے اور جس اسمبلی کے تحت ہم اور آپ سب نے چلنا ہوتا ہے وہ قواعد انضباط کا رہ ہے ہمارے Article 114 کا۔ اس کا Article 1947ء کا۔ اس کا عمل درآمد۔ جب قراردادوں پر عمل درآمد آپ پڑھیں گے سیکرٹریٹ جو ہے یہ ذمہ دار ہو گا کہ جو بھی قرارداد یہاں سے منظور ہوگی وہ اس کو متعلقہ ادارے کو بھیجیں گے اور متعلقہ ادارہ جو ہے وہ 60 یوم کے اندر یعنی دو مہینے کے اندر یا 60 دن کے اندر۔

جناب اسپیکر: یہ صوبائی آپ کے وہ ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: سر میں صوبائی بتارہا ہوں CPEC بھی۔ میں ابھی آتا ہوں آپ کی معاونت کر رہا ہوں یا اسمبلی میرے لیے شرم کا مقام ہے کہ 18 قراردادیں میری منظور ہوئی ہیں اس میں CPEC کا بھی شامل ہے جو اکتوبر 2018 میں منظور ہوا تھا جس میں NFC پر ہے CPEC پر ہے اس کے علاوہ سینڈک پر ہے، ریکوڈ ک پر ہے، بلوچستان کی ملازمتوں پر جعلی ڈویسائیکل پر ہے، بلوچستان کا جو ہے، انصاف کے ساتھ اس کے حصے کے حوالے سے ہم نے بات کی تھی یہ چیک پوسٹوں کا معاملہ جو بلوچستان میں تنشیش کا باعث بنانا ہوا ہے اس پر خود آج آپ کے چیف نسٹر صاحب لکھتے ہیں کہ بلوچستان میں قومی شاہرا ہوں پر قانون نافذ کرنے والے اداروں کی مشترکہ چیک پوسٹیں قائم کی جائیں گی۔ پرسوں کا جواب آیا ہوا تھا اسمبلی میں ایک ڈسٹرکٹ میں 16 چیک پوسٹ ہیں جناب والا جب 2006ء میں بلوچستان کا 05-2004ء میں بلوچستان کمیٹی کا ممبر تھا اس وقت ہم نے یہ بلوچستان میں جب اسلام آباد کے ساتھ ہمارا تازہ چل رہا تھا جو آج تک ہے اس میں کوئی شک کی بات نہیں ہے کہ بلوچستان کی عوام کے عزت نفس کو مجروم نہ کیا جائے۔ سیکورٹی پورے پاکستان کی ضرورت ہے میں ابھی 15 دن پہلے جب یہاں سے اسلام آباد کے لیے by road کلا مجھے کوئی سے ٹوپ تک کوئی 15 جگہ پر اپنی نشاندہی کروانی پڑی بڑی humiliation ہوتی ہے اگر میں کہوں میں ایم پی اے ہوں میں

کہوں میں بڑا آدمی نہیں بننا چاہتا میں ثناء اللہ ہوں تو ثناء اللہ کے بعد مجھے 1 ہزار دفعہ ثابت کرنا پڑتا ہے کہ میں کونسا ثناء اللہ ہوں، میں کیسا ثناء اللہ ہوں میں کدھر سے آیا ہوں میری شاخت کیا ہے مجھے اپنا حکمہ بتانا پڑیگا اگر میں حکمہ بتاؤں تو مجھے اس کا کارڈ دیکھانا پڑیگا میں نے کہا میں بلوچستان اسمبلی کا ممبر ہوں اس کے باوجود بھی اتنی humiliation ہوتی ہے انسان کو کہ آپ تصویر نہیں کر سکتے ہیں بلوچستان میں سیکورٹی فورسز چیک پوسٹ بلوچستان کے عوام کافی چیزیں زیر بحث آنی چاہیے یہ یہاں کا موضوع نہیں ہے۔ یہاں کے چیف ایگزیکٹو کا یہاں کے گورنمنٹ کا یہاں کے فنڈر کا کام ہوتا کہ آج یہ بات جو ہے چیف منٹر صاحب دو سال بات نہیں کرتے ہیں۔ پرسوں جب سوال آیا ہے ہم 10 ہزار مرتبہ کہیں کہ غریب لوگوں کو لوٹتے ہیں لیویز کے چیک پوسٹ ایک ایک ڈسٹرکٹ میں 10-10 ہیں ہم نے منتخب ہونے کے بعد پہلا چیک پوسٹ میں نے اپنے خاران کا ختم کیا تو میرے ڈپٹی کمشنر کی آنکھیں ادھر آگئیں مجھ سے ساری ناراضگی اسی چیز سے شروع ہوئی کہ تم یہ چیک پوسٹ میں کیسے ختم کر سکتے ہو اسی سے تو ہمارا کچن چلتا ہے میں نے پورے بلوچستان میں چیک پوسٹوں کو ختم کیا۔ دیکھیں جناب والا۔

جناب اسپیکر : جی شکریہ۔ اس کو اگر آپ خود کہتے ہیں کہ یہ چیز نہیں ابھی کا رروائی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ : جناب اسپیکر میں اپنے موضوع کی طرف آ رہا ہوں۔

جناب اسپیکر: جی۔

جناب ثناء اللہ بلوچ : رختان ڈویژن کو بننے ہوئے آج 3 سال ہو گئے ہیں۔ آپ کا ڈسٹرکٹ جو ہے وہ بھی قلات ڈویژن میں آتا ہے قلات ڈویژن سے جو بنا ہوا یا کوئی ڈویژن سے نکل کر رختان ڈویژن بنا ایک قرارداد، ہم نے پاس کی بلوچستان کے رختان کی ملازمتوں کی حوالے سے۔ آج 3 سال گزرے ہیں آخر کوں ہے کون کس فورم پر جائے عدالت میں ہم گئے ہیں چیف سیکرٹری کو میں نے خط لکھا ہے ایس اینڈ جی اے ڈی کو میں خط لکھا ہوا ہے بلوچستان میں کوئی بھی ایسا دروازہ نہیں ہے کہ ہم نے نہیں کٹکھٹایا ہے پتھیں چلتا کہ بلوچستان میں کام ہوں گے کہاں سے۔ 3 سال سے جناب اسپیکر آپ نے خود صوبے میں ڈویژن بنایا اس میں ساری اس کی پوٹیں ہیں ابھی 3 سال سے یہ قلات اور کوئی ڈویژن کے مابین پوٹیوں کی ملازمتوں کی تقسیم نہیں ہو پا رہی ہے اور رختان ڈویژن کو اس کا حصہ نہیں مل رہا جب بھی ملازمتیں آتی ہیں اس میں آپ کا آواران بھی متاثر ہو رہا ہے اگر یہ تقسیم ہوتی ہے آج آپ نے رولنگ دینی ہے کہ رختان ڈویژن اگر 2 سال پہلے بنتا ہے تو آپ رولنگ دیدیں کہ جناب والا ایک ہفتے کے اندر S&GAD اور دوسرے جو متعلقہ ہمارے ادارے ہیں وہ مل

بیٹھ کر جو نیا ڈویژن بننا ہوا ہے کم از کم اس کا جو حصہ ہے اس کا جو share ہے اس کو۔۔۔ کریں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میں آتا ہوں سر۔

جناب اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب نہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: میرے خیال میں ہمارے لیے یہ سوالات جو ہمارے 6 مہینے پہلے ہم نے جمع کیے تھے۔

جناب اسپیکر: اس پر آپ بالکل بات کر سکتے ہو آپ پہلے مجھے کارروائی شروع کرنے دیں۔ مجھے سختی پر نہ آنے دیں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: دیکھیں جی کچھ اہم معاملات ہیں جن کے آپ۔

جناب اسپیکر: میں آپ کو دونگا ٹائم۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: اس پر آپ رونگ دیدیں سر۔

جناب اسپیکر: میں اس کا ابھی کرتا ہوں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جتنی ہماری قراردادیں پیش ہوئی ہیں 60 دن بیزار ہیں 60 میں گزر گئے لیکن کم از کم ابھی تو ان کے جواب آنے چاہیں اور یہ قرارداد جب یہاں پر پیش ہوتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ

جب آپ کی PSDP نبٹی ہے یہ قراردادوں کی reflection میں آپ کا development اجمنڈ اتنا

ہے۔ thank you جناب والا۔

جناب اسپیکر: آپ آگے بڑھنے دیں گے تو میں کچھ کہوں گا نا۔ جی شکریہ نواب صاحب ابھی۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: جناب اسپیکر میں ابھی بوڑھا آدمی ہوں آپ مجھے سین۔

جناب اسپیکر: وہ اسی لیے آپ کی خاطر میں نے چھوڑا تو اسی لیے مسئلہ۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: جناب اسپیکر! آپ میری بات سنیں پاکستان کا مطلب کیا لا إله إلا الله توحید ہمارا ایمان ہے ہم کہتے ہیں کہ آئیں ہمارے ساتھ حساب کریں کہ ہمارے کتنے لوگ انہوں نے اٹھائے

ہیں ہمارے کتنے لوگ انہوں نے انگواء کیے ہیں ہماری کتنی زمین انہوں نے قبضہ کی ہے ہم سے کتنی زیادتیاں کی ہیں ہم کہتے ہیں کہ پاکستان کا مطلب کیا لا إله إلا الله هم کہتے ہیں کہ آئیں لا إله إلا الله مل میٹھ کر ہمارے ساتھ

حساب کریں یہ بات آسان ہے جناب ہم کوئی عربی فارسی میں بات نہیں کرتے۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ نواب صاحب چھوڑیں کارروائی آگے۔

میر حمل کلمتی : جناب اسپیکر اس وقت CPEC جس کو ماتھے کی جو مرکتہ ہیں وہاں کے غریب ماہی گیر اس میں سے ایسی بدبوہوگی اگر اسکا میں ڈھکن کھولوں۔ جناب والا پچھلے۔

جناب اسپیکر: یہ پانی کہاں سے آیا ہے۔

میر حمل کلمتی : یہ پانی میں آج گوادر سے لا یا ہوں۔ جناب اسپیکر 100 کبھی 105 ارب یا 150 ارب بجٹ پیش کیا جاتا ہے جب کہ departmental تجویز نہیں لیے جاتے گوادر آپ کو پتہ ہے کہ اس وقت پوری دنیا کا focus ہے ہم نہیں چاہتے کہ گوادر کے لوگ روزانہ سڑکوں پر بیٹھیں کبھی پانی کے لیے کبھی بجلی کے لیے جیونی میں چھپھلے دو مہینے سے پانی نہیں ہے، پشوکان میں پانی نہیں ہے، گنز میں پانی نہیں ہے، گوادر سڑی جہاں پر ساری پائپ لائن ہے پانی و افر مقدار میں موجود ہے ڈیز ہیں لیکن system collapse ہو چکا ہے کیونکہ 3 سال تک گوادر میں لگاتار بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے سارے pump houses ساری پائپ لائنیں چوک ہو چکی ہیں جس سے جیونی میں پانی نہیں جا رہا ہے گوادر سڑی میں یہی issue ہے گوادر سڑی میں لوگوں کے گھروں میں غریب ماہی گروں نے یہ پانی کی چھ بڑی بوتلیں مجھے لا کر دی ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ یہ پانی مجھے دیں۔ ٹھیک ہے۔

میر حمل کلمتی : چھ بوتلیں پانی یہ میرے گھر پر چھوڑ کر گئے ہیں میں ان میں سے چھوٹی بوتل لا یا ہوں بڑی بوتل لا نہیں سکتا تھا۔ جناب والا کہاں کا انصاف ہے ایک ارب روپے میں اگر گوادر جیونی، کولاچ ان علاقوں کے پانی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے ابھی تک سات ارب روپے کچھلی حکومت نے ان کو پانی کے لیے دیئے vouchers کے ذریعے نواب صاحب کے ٹائم پر دوارب روپے دیئے ڈاکٹر عبدالمالک کے ٹائم پر دوارب روپے دیئے یہ سارے پیسے اسی طرح ضائع ہو رہے ہیں۔ اب ڈیز بھی الحمد للہ بن چکے ہیں نواب صاحب کی کوششوں سے وہاں پر ڈیز بننے ہیں پھر ایک بھی ان کی حکومت کے بعد نہیں بنتا ہے۔ ڈیم بننے کے بعد پائپ لائن سے بھی شادی کو رے گوادر connect ہو چکا ہے سوڈ سے connect ہو چکا ہے لیکن اس کے باوجود بھی لوگ پانی کے لیے روز روڑوں پر نکلتے ہیں ہماری مائیں ہمارے بچے۔

جناب اسپیکر: جی شکر یہ point آ گیا۔

میر حمل کلمتی : میں آپ سے آج رولنگ چاہتا ہوں PHE Minister بھی بیٹھے ہوئے ہیں وہ پتہ نہیں کیا کہیں گے لیکن میں آپ کو بتا دوں کہ گوادر کے پانی کے حوالے سے ہمارے جتنے بھی departmental تجویز تھے ان میں سے ایک نہیں لیا گیا جب کہ اڑھائی اڑھائی ارب روپے جاز کے لیے

رکھ جاتے ہیں یہ کہاں کا انصاف ہے آج آپ رولنگ دیں کہ گوادر کے پانی کا مسئلہ 3 مہینے کے اندر فضروہاں بیٹھے ہیں سی ایم بیٹھے ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے ہمیں پانی اور بجلی چاہیے اس کے علاوہ نہ port سے ہماری interest ہے نہ کسی اور چیز کے لیے ہمیں زندہ رہنے کے لیے ان چیزوں کی ضرورت ہے جس کے لیے ہم زندہ رہ سکیں شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ ملٹر صاحب میرے خیال میں آپ بیٹھیں پھر کارروائی کے بعد۔

جناب احمد نواز بلوچ: جناب اسپیکر بولان میں کافی بارشیں ہوئی ہیں لوگ پانی میں بہہ کر شہید ہو رہے ہیں PDMA پتھ نہیں کہاں ہے کیا کر رہی ہے یہ اُنکی ذمہ داری ہے ان کو رسکیو کرنا۔

جناب اسپیکر: کارروائی کے بعد۔

نور محمد درڑ (وزیر مکملہ پی ایچ ای و واسا): جناب اسپیکر بات یہ ہے کہ ہمارے معزز رکن نے۔

جناب اسپیکر: وہ اس میں آگے ہے وہ بھیج دیا ہے پی ڈی ایم اے کو۔

جناب احمد نواز بلوچ : جناب والا یہ بولان کا مسئلہ اہم نوعیت کا مسئلہ ہے پہلے اس پر بات ہو لوگوں کے گھروں میں پانی کا ریلہ داخل ہو رہا ہے۔

جناب اسپیکر: وہ بھیج دیا ہے پی ڈی ایم اے کو آپ تشریف رکھیں۔

جناب احمد نواز بلوچ: جناب والا آخر یہ پی ڈی ایم اے کب وہاں پہنچے گا۔

جناب اسپیکر: پی ڈی ایم اے کا کام یہی ہے وہ منت نہیں لگاتا ہے۔

میر ضیاء اللہ لاغو (وزیر مکملہ داخلہ و قائمی امور و پی ڈی ایم اے): جناب اسپیکر صاحب پی ڈی ایم اے پہنچ چکی ہے وہاں پر اپنا کام کر رہی ہے۔

جناب اسپیکر: پہنچ چکی ہے وہاں پر۔

حاجی نور محمد درڑ: انکو ذرا بھادو ہمیں بھی بات کرنے کا موقع دیں کم سے کم۔

جناب اسپیکر: جی ہو گیا thank you۔

وزیر پی ایچ ای: تو جناب اسپیکر ہمارے معزز رکن اسمبلی نے گوادر میں پانی کے بحران کے حوالے سے بات کی یقیناً گوادر میں جطروح اس نے خود ہی تسلیم کر لیا کہ فلانے دور میں اتنے ارب گنے شکر احمد اللہ ہمارے دور میں کوئی روپیہ بھی ضائع نہیں ہوا ہے ہمارے دور میں کم سے کم شادی کوڑیم سے ایک پانچ لاکن گوادر تک بچایا گیا ہے اور وہاں پر ہم نے کم سے کم جو treatment plant لگائے گئے ہیں۔ لیکن یہ ہے کہ یہ جو

اگر وہ سوال کریں تو گوادر کے حوالے سے جو ہمارے دور حکومت میں جتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں جو improvement ہم نے لائی ہے وہ میں اس کے سوال کے جواب میں detail سے دے سکتا ہوں۔ لیکن یہ ہے کہ واقعی گوادر میں معاملہ صرف ابھی سے تو نہیں ہے اس نے خود ہی مان لیا کہ فلاں دور میں پانچ ارب روپے ضائع ہو گئے ہیں فلاں دور میں دوارب روپے ضائع ہو گئے ہیں ہمارے دور میں انشاء اللہ ایک روپیہ بھی ضائع نہیں ہوا جتنے بھی خرچ ہوئے وہ سارے کام کے مطابق کام پر خرچ ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

میر حمل کلمتی: جو غریب مجھلی والے ہیں انہوں نے ادھار لیا ہوا ہے ابھی تک ان پر due ہیں پانچ ارب روپے۔ اور ان کے دور میں ایک روپیہ بھی گوادر کی پانی پر جس پانچ لاٹن کی سوت ڈیم سے نشاندہی کر رہے ہیں وہ کچھلی حکومتوں کے کارنامے ہیں اس حکومت کا ایک کارنامہ مجھے دیکھا دیں اس حکومت کا کارنامہ یہی ہے کہ ہم گٹر کا پانی پی رہے ہیں۔ گٹر کا۔

جناب اسپیکر: ہو گیا ہو گیا حمل صاحب thank you آیا اس میں آپ کا کوئی question ہے تو پھر حمل صاحب آپ ایک تحریک لائیں پھر اس پر بحث کریں۔

وزیر پی ایچ آئی: جناب اسپیکر صاحب چلتے ہیں وہاں پر گوادر کے شہریوں کو پانی جودے رہے ہیں اس کی مد میں۔ یہ ابھی کا تو نہیں ہے یہ کم سے کم جب سے گوادر کا یہ سلسلہ پانی کا shortage ہے اسی وقت سے یہ چلتا آ رہا ہے تو یہ صرف اس وقت کے نہیں ہوئے ہیں ہمارے دور میں 8 ارب روپے monthly کم سے کم 75 کروڑ روپے ہمارے پی ایچ آئی ڈیپارٹمنٹ گوادر میں مینکروغیرہ والوں کو دے رہے ہیں خرچ کر رہے ہیں وہاں پر لوگوں کو پانی دے رہے ہیں تو پانی جب نہیں ہے تو ہم کہاں سے لائیں۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ شکریہ پھر وہ لمبا چلے گا شکریہ نواب صاحب آپ نے بڑا اچھا point کیا ہے اس میں میں اس reminder کے ساتھ کہ اس کو follow کیجی کریں اور اس کا کوئی طریقہ بناتے ہیں کہ اگر ہمارے وہاں پر قرارداد جاتے ہیں تو کم از کم اس کا جواب دیں جس حالت میں ہوان کا جواب آنا چاہیے۔

نواب محمد سلم خان رئیسانی: میرے خیال میں پارلیمنٹری کمیٹی اسٹینڈنگ کمیٹی ہے parliamentary تو یہ parliamentary affairs جو ہماری کمیٹی ہے ہماری اسمبلی کے ان کو follow کرنا چاہیے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے اس میں دیکھتے ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ کمی پیشی جہاں پر ہے لیکن فوراً

ہماری ہے ہر جگہ یہاں پر بھی دہشت گردی کے حوالے سے انہوں نے قربانیاں دی ہیں اور پورے پاکستان کی فورس ہے اگر کمی پیشی ہے تو کمی پیشی نکالنی چاہیے لیکن فورس پورے پاکستانی ہے۔ ہم ان کو اس طرح نہ کہیں کہ ایک علاقے کی فورس ہے ہمارے بلوچستان کے بچے بھی اس میں ہیں اور شہید بھی ہوئے ہیں جی آسکانی صاحب پہلی دفعہ کافی عرصے کے بعد آپ اٹھے ہیں۔

میرا کبر آسکانی: جناب اسپیکر صاحب، ہمارے بلوچستان کے بہت سے لوگ کراچی میں رہتے ہیں، ان میں سفید پوش ہیں، سفیدریش ہیں، وہاں کی پولیس بلوچستان کے لوگوں کو تنگ کرتی ہے، پکڑتے ہیں، دھمکی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ اپنے گھر چھوڑ کر یہاں سے نکل جاؤ، اگر آپ نہیں جائیں گے تو ایک ہفتہ کے بعد ہم آپ پر کیس کر دیں گے، ابھی دو دن پہلے میرا ایک عزیز ولید ہے اور گلی ٹاؤن کا وہ رہائشی ہے وہاں کے SHO نے اُس کو دھمکی دی۔ اُس کو اٹھایا اور اُس کو کہا کہ اگر ہفتے کے اندر آپ یہاں سے نہیں گئے تو ہم آپ کے خلاف کیس کریں گے۔

جناب اسپیکر: میر صاحب آپ گورنمنٹ میں ہیں، گورنمنٹ کے through اس کو approach کریں کہ کیا مسئلہ ہے۔

میرا کبر آسکانی: ہم بھی چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کے through دزیرہ داخلہ کے through وہاں پر بات کی جائے۔ اُس کو وہاں سے اٹھایا، پکڑا پھر اُس نے وہاں پر ایک بندہ بھیجا اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپے اُس سے وصول کیے، اُس کو کہا تھا اگر آپ پسیہ نہیں دیں گے تو ہم آپ پر منشیات کا کیس ڈالیں گے۔ تو یہ سراسر فلم اور زیادتی ہے۔

جناب اسپیکر: جی شکریا کبر آسکانی صاحب۔ اصل میں یہ گورنمنٹ to گورنمنٹ بات کریں، ہوم منٹر صاحب یہی ہیں آپ اس کا۔ دوسرا تو جام صاحب یہاں پر نہیں ہیں، بہر حال دو سال کا وقت گزرا چکا ہے ہمارے رختان ڈویژن کا، ہماری cabinet نے منتظر کیا تھا رختان ڈویژن ایک نیا ڈویژن، تو اس کے بھی سیکرٹری صاحب اُن کو کہہ دیں کہ اس کا کیا update ہے۔ لکھ کر دے دیں۔ وقفہ سوالات۔ جی نصر اللہ زیرے صاحب اپنا سوال نمبر 121 دریافت فرمائیں۔

☆ 121 جناب نصر اللہ خان زیرے رکن اسمبلی 24 فروری 2020 کو موجز شدہ

کیا وزیر اپنے پورٹ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سریاب روڈ تا کوئٹہ شہر روٹ پر چلنے والی لوکل بسوں کی کل تعداد کس قدر ہے ان کے مالکان کے نام، ماذل اور

کندیشن کی تفصیل دی جائے نیز سریاب روٹ پر چلنے والے بسوں کے تعداد کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیرِ ٹرانسپورٹ

سریاب روٹ پر چلنے والی لوکل بسوں کی کل تعداد، مالک پرمٹ، ماؤل اور کندیشن کی تفصیل ضخیم ہے اسمبلی لاہوری میں ملاحتہ فرمائیں۔ قبل از یہ 2013ء میں کوئی کمی ختنہ حال بسوں پر نشانزدہ سوالات ہوئے تھے۔ جس پر چیف سیکرٹری بلوچستان نے ایک اجلاس بتاریخ 03/11/2015 کو طلب کر کے سیکرٹری صوبائی ٹرانسپورٹ ڈیپارٹمنٹ بلوچستان اور کمشنر اچیزیر مین آر۔ٹی۔ اے کوئی ڈویژن کو ہدایات جاری کیں کہ کوئی شہر میں چلنے والی تمام لوکل بسوں کو چیک کر کے 1981ء سے کم ماؤل والی بسوں کو 2006ء سے کم ماؤل کے نئے بسوں سے تبدیل (ریٹپلیس) کروائیں۔ مگر باہدایات کے باوجود ٹرانسپورٹ مالکان نے اپنے بسوں کو ریٹپلیس نہیں کروایا۔ بعد ازاں کمشنر کوئی ڈویژن کے ہدایات پر سیکرٹری آر۔ٹی۔ اے کوئی نے آڑ زنبر 76-76/RTA/2016/67-CanII مورخ 14 جنوری 2016ء کے تحت 123 ختنہ حال لوکل بسوں کے پرمٹ منسونخ کر دیے تفصیل ضخیم ہے اسمبلی لاہوری میں ملاحتہ فرمائیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب ہمارے اس ڈیپارٹمنٹ نے کوئی کارکردگی نہیں دکھائی، کوئی شہر کے عین وسط میں اُن تنام بس مالکان کا یہ کہا جائے کہ آپ اپنی بسوں کو ٹھیک کروادیں۔

جناب دیش مکار: جی بالکل اگر جواب پڑھیں تو تفصیل میں لکھا ہوا ہے کہ جو 1981ء سے کم ماؤل کی ہیں انکو 2006ء کے ماؤل سے تبدیل کرنا ہے۔ یہ گورنمنٹ کی پالیسی ہے۔ گورنمنٹ نے 123 بسوں کے پرمٹ منسونخ کیے ہیں اور میں آپ کو اس فلور پر یقین دلاتا ہوں کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر دیش صاحب نے فلور پر یہ وعدہ کیا ہے کہ یہ مسئلہ ہم حل کروائیں گے، ہم اُن کو چھ ماہ بعد ایک سال بعد دوبارہ پوچھیں گے کہ تھیں آپ نے تبدیل کی ہیں۔

جناب اسپیکر: جناب نصراللہ زیرے صاحب اپنا سوال نمبر 122 دریافت فرمائیں۔

☆☆ 122 جناب نصراللہ خان زیرے رکن اسمبلی 24 فروری 2020ء کو مُؤخر شدہ

کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ پنجگورتا کراچی روٹ پر کل کس قدر مسافر کو چڑھل رہے ہیں ان کے مالکان کے نام بمعہ کوچ ماؤل کے تفصیل دی جائے؟

وزیرِ ٹرانسپورٹ

پنجگورتا کراچی روٹ پر تمام مسافر کو چڑھنے کی تعداد بمعہ نام ماؤل و روٹ پرمٹ کی تفصیل ضخیم ہے اسمبلی لاہوری

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر through out entire province جتنی بھی بسیں ہیں، ہمارے تمام علاقوں کے بسوں کی حالت بھی ٹھیک نہیں ہے اور عموماً جو حادثات ہوتے ہیں جب پنجبور کے بس میں آگ لگی اور تیس چالیس لوگ شہید ہو گئے تو کیا پارلیمنٹی سیکرٹری صاحب ہاؤس کو یقین دہانی کروائیں گے کہ ان تمام بسوں کوئی میں تبدیل کریں گے اور جو مسافر بسوں میں پیڑوں کا کاروبار ہوتا ہے وہ آپ روکیں گے کہ نہیں۔

جناب دیش کمار۔ ہماری گورنمنٹ نے اس کا سخت نوٹس لیا اور اب آپ دیکھیں کہ ڈیزیل کی سمنگلنگ پر قابو پا لیا گیا ہے اور میں انہیں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ پنجبور بسوں کی حالت اتنی اچھی ہے کہ ڈائیو ہجی ان کے سامنے کچھ نہیں ہے۔

سردار بابر خان موئی خیل (جناب ڈپٹی اسپیکر): Question No. 135

☆ 135 جناب نصراللہ خان زیرے رکن اسمبلی 24 فروری 2020 کو مُؤخر شدہ

کیا وزیر بلدیات از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ کوئی شہر کا کچھ راٹھا نے اور صفائی پر ماہانہ کس قدر خرچ آتا ہے نیز اگست 2018 تا حال کوئی شہر کا کچھ راٹھا نے اور صفائی پر آمدہ اخراجات کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر بلدیات

اگست 2018ء تا فروری 2019 کے دوران کوئی شہر کی صفائی پر آمدہ اخراجات کی تفصیل ذیل ہے۔

نمبر شمار	مداخر اجات	رقم
1	تبنواہ عملہ صفائی	263098362/-
2	اور ڈائم	55552458/-
3	ادا میکی ڈیلی و تجز (روزانہ اجرت)	110287920/-
4	پیڑوں	85479347/-
5	مرمت گاڑیاں	1692320/-
6	نالہ صفائی	96000/-
7	ون ٹائم کلین لیس	8030558/-

کل میزان اخراجات شعبہ صفائی	8
524236965/-	

بابت اخراجات شعبہ صفائی وایمٹی دوران موجودہ ماں سال 19-2018 مبلغ 6866199276 (اٹھا سٹھ کروڑ چھیساٹھ لاکھا نیس ہزار نو سو ستمائیں روپے صرف)۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر سردار صاحب تو نہیں ہیں اس کو defer کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: محکمہ بلدیات کے جتنے بھی سوالات ہیں ان کو defer کیا جاتا ہے۔

حاجی محمد نواز کا کڑ صاحب آپ سوال نمبر 137 دریافت فرمائیں۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: سوال نمبر 137۔

☆ 137 جناب محمد نواز خان کا کڑ رکن اسمبلی 24 فروری 2020 کو موخر شدہ

کیا وزیر پیلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال 2013ء تا نومبر 2018 کے دوران ضلع قلعہ عبداللہ میں تعمیر کردہ آبنوٹی اسکیمات اور ڈیلے ایکشن ڈیزیکی کل تعداد اور فراہم کردہ پلاسٹک ٹینکس، پی وی سی پائپس، ڈیزل انجینر میشینی اور تعمیر کردہ والٹر ٹینکس کی کل تعداد آمدہ اخراجات اور نام اسکیم کی یونین کوسل و ارسول سسٹم اور کیسکو پر منتقل کردہ آبنوٹی اسکیمات کے تعداد کی تفصیل نیز مذکورہ عرصہ کے دوران محکمہ ہذا میں تعینات کردہ ملازمین کے نام، بعدہ ولدیت، تعلیمی قابلیت، عہدہ، گرید، جائے تعیناتی اور لوکل/ڈو میسال کی ضلعوار تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر پیلک ہیلتھ انجینئرنگ

نور محمد درم (وزیر محکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر پیلک ہیلتھ انجینئرنگ

بورکی کل تعداد	عدد
پی وی سی پائپ 3 انج قطر 900,000 فٹ	1
پی وی سی پائپ 2 انج قطر 400,000 فٹ	2
پی وی سی پائپ 1 انج قطر 2,300,000 فٹ	3
فراءہی پلاسٹ ٹینکس 400 گیلن 1389 عدد	4
فراءہی پلاسٹ ٹینکس 300 گیلن 6015 عدد	5

مباحثات (10 اگست 2020ء)

بوجتان صوبائی اسمبلی

18

فراہمی پلاسٹ ٹینکس 500 گلین 500 عدد	7
تعمیر واٹر ٹینک 2000 گلین 259 عدد	8
تعمیر واٹر ٹینک 5000 گلین 43 عدد	9
زیر زمین ٹینک 358 عدد	10
تعمیر واٹر ٹینک 10000 گلین 10 عدد	11
OH ٹینک 50000 گلین 1 عدد	12
OH ٹینک 30000 گلین 1 عدد	13
OH ٹینک 20000 گلین 1 عدد	14
OH ٹینک 15000 گلین 1 عدد	15
فراہمی ڈیزیل انجن 16 عدد	15
تعمیر ڈیلے ایکشن ڈیم 1 عدد	16

تعیناتی ملازمین درجہ چہارم

گل زمان ولد شہک والمین	1
نور الدین ولد سردار والمین	2
عبدالعلی ولد وزیر محمد والمین	3
عبدالصمد ولد لاہور خان والمین	4
عبداللہ ولد عبد القادر والمین	5
محمد داؤد ولد علی محمد والمین	6
رحمت اللہ ولد ظفر ان والمین	7
مصطفیٰ ولد حاجی جاناں والمین	8
حیات اللہ ولد محمد فضل چوکیدار	9
محمد یوسف ولد پائے محمد چوکیدار	10

11	حاجی محمد ولد یاسین پیر ولد
12	کلیم اللہ ولد عبدالناصر والمین
13	سید محمد نعیم ولد محمد زمان والمین
14	اویس ولد خداۓ نور والمین
15	محمد طاہر ولد فیض محمد والمین
16	ساجد اللہ ولد عبد الولی والمین
17	اصغر شاہ ولد شخ میر چوکیدار
18	ولی خان ولد عبد الغفار چوکیدار
19	سمیل خان ولد عبد الغفار چوکیدار
20	عبد الباسط ولد سید ولی محمد والمین
21	محمد اخلاص ولد عبد اللہ والمین
22	سمیع اللہ ولد پائیو والمین
23	ضیاء الدین ولد عبد العلیم والمین
34	سیمل خان ولد محمد رفیق والمین
25	عرفان اللہ ولد سید نظام الدین والمین

حاجی محمد نواز کا کڑ: محترم سوال میرا یہ ہے کہ اس میں ہم نے کافی تفصیلات پوچھی ہیں۔ لیکن یہاں پر سوال کو توڑ مرڑ کر جواب دیا گیا ہے۔ یہاں پر ہم نے پوچھا ہے کہ PVC پائپ کتنا بچھایا گیا ہے، لیکن یہاں پر تفصیل دی گئی ہے۔ ایک، 9 لاکھ ہے، 4 لاکھ ہے، 23 لاکھ ہے ضلع قلعہ عبد اللہ میں اتنا پائپ بچھایا گیا ہے۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ 9 لاکھ فٹ 3 انچ کا پائپ بچھایا ہوا ہے۔ ان کوہاں بچھایا گیا ہے؟۔ اور کس یونین کوسل میں، کون کون نے یونین کوسلوں میں یہ پائپ بچھایا گیا ہے؟۔ اور یہاں اسی کے ساتھ چار لاکھ فٹ پائپ کا انہوں نے ہمیں تفصیل دی ہے کہ اس کی کوئی تفصیل یہاں پر نہیں ہے کہ کونی یونین کوسل میں یہ استعمال ہوا ہے؟۔ اور اسی طرح 23 لاکھ کا جو ہے مجھے نظر آ رہا ہے یہاں پر کوئی تفصیل نہیں ہے۔ یہ water tank کی

میں نے جو تفصیل مانگی ہے، یہ کہیں کا نہیں بتایا ہے کہ یہاں پر یہ water tank بننے ہیں۔ یہ پاپ یہاں بچھایا گیا ہے۔ اسی طرح ہم نے پوچھا ہے کہ union councilwise اس کی تفصیل دی جائے؟۔ کوئی تفصیل نہیں ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ملازمین کا ہم نے پوچھا ہے، صرف نام دیتے ہیں کہیں یہ پتہ نہیں چلتا ہے کہ کہاں ان کو تعینات کیا گیا ہے؟۔ سارے یہاں پر والوں اور کلاس فور کے ملازمین ہیں ان کی تفصیل دی گئی ہے۔ لیکن ان کی جائے تعیناتی کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ ایک منٹ مجھے صرف نشاندہی کرنے دیں پھر آپ مجھے بتا دیں۔ یہاں پر کوئی تفصیل نہیں ہے۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلٹھ انجینئرنگ اور واسا: تفصیل دی گئی ہے آپ دیکھ لیں، کاپی لگی ہوئی ہے۔

حاجی محمد نواز کا کڑ: کوئی کاپی نہیں ہے، سامنے تو کاپی نظر نہیں آ رہی ہے یہ بھی نہیں کہا گیا ہے کہ تفصیل ادھر ہے، یہاں پر ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ 9 لاکھ پاپ تقریباً کوئی 3 سو کلومیٹر بنتا ہے، یہ تقریباً 23 لاکھٹ پاپ یہ کوئی 7 سو کلومیٹر بنتا ہے۔ یہ چار لاکھ پاپ یہ 120 کے لگ بھگ جو ہے کلومیٹر بنتا ہے۔ قلعہ عبداللہ میں اس کو پچھا دو تو اس میں پورا قلعہ عبداللہ لپٹ جائیگا۔ پاپ کہاں گیا، کاغذوں میں موجود ہے لیکن زمین پر کوئی موجود نہیں ہے۔ لہذا اس کی تفصیل دے دیں تاکہ ہمیں پتہ چلے۔ ہم بتا دیں کہ کہاں یہ پاپ بچھائی گئی ہے لہذا میں منظر صاحب سے یہ request کرتا ہوں آپ کی توسط سے کہ چونکہ یہ آپ کے دور کے نہیں ہونگے۔ آپ نے نہیں دیے ہوئے لہذا اس سے پہلے کے دور کے ہیں 2013 سے 2018 تک بتا ہے۔ اس کو آپ اچھی طرح سے دیکھ لیں۔ آپ کے ڈیپارٹمنٹ نے ہمارے قلعہ عبداللہ میں ایک کالی بھیڑ وہاں موجود ہے۔ وہ ان چیزوں کو گول مرود کے کاغذی کارروائی کر کے payment کر کے یہ چیزیں دے رہا ہے۔ اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔ لہذا یہ ہمیں بتایا جائے کہ یہ کہاں پر موجود ہے، یہ water tank بھی جو یہاں پر دیا گیا ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکے گا کہ پچاس ہزار گلین ٹینک کہاں بننا ہوا ہے۔ 20 ہزار گلین ٹینک کہاں بننا ہوا ہے یہ کہاں بننے ہوئے ہیں۔ ایک عدد، 2 عدد اور 385 عدد کتنے عدد۔ اس پر ایک کمیٹی بتا دیں اور کمیٹی تحقیقات کر لے اور بتائے کہ اس میں یہ کتنی جو یہ چیزیں کہاں استعمال ہوئی ہیں کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ یہ چیزیں زمین پر موجود ہیں۔ اگر موجود ہیں۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلٹھ انجینئرنگ اور واسا: میں اس بات کی حمایت کرتا ہوں اگر اپوزیشن والے بھی حمایت کر دیں ایک انکوارری کمیٹی بنانی ہے یہ کہ قلعہ عبداللہ میں جتنی بھی کرپشن اور بے قاعدگی ہوئی ہے میرے ڈیپارٹمنٹ میں چاہے جس ڈیپارٹمنٹ میں بھی ہے اس دور کی تو آج ایک کمیٹی بنالیں انکوارری کر کے لے آئیں

سارے اس بات کی حمایت کریں اپوزیشن والے حمایت کریں تو ہم تیار ہیں ۔۔۔ (داخلت)۔ کمیٹی بنادیں انکوائری کر لیں لیکن ہمارے ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ جو مستیاب معلومات ہیں اور یکارڈ کے مطابق یہ ہے۔ site پر جا کے وہاں پر پتہ چلے کہ کیا ہوگا وہاں پر۔ واقعی یہ نہیں بنتی ہوئی ہیں بنتی ہوئی ہیں وہ تو اُس وقت کے ایم پی اے سے اُس وقت کے نظر کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ میں آپ کے حق میں ہوں۔ کمیٹی بناؤ۔

وزیر یحکمہ خوارک: اس میں کمیٹی بنادیں تو PAC plus ایک اپیشل کمیٹی ہو اور تحقیقات کرے اور PAC کے آگے رکھیں۔ PAC اس پر آگے جو بھی سلسلہ ہے ۔ ہم اس کی حمایت کرتے ہیں آپ treasury benches کی طرف۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: دیکھئے کمیٹی ایسے نہیں بنتی Rule 170 کے تحت آپ لوگوں کو motion لانا ہوگا پھر بیشک ہی کمیٹی بنالیں گے اس حوالے سے

میراخڑھسین لانگو: جناب اسپیکر! اس سے پہلے آپ نے لا یوشاک کے حوالے سے PAC کو refer کی ہے، اس کے علاوہ بھی یہاں پر اس فورم پر جو ہے بیسوں کمیٹیاں بن چکی ہیں۔ اس پر treasury benches اور اپوزیشن دونوں agree ہیں آپ اسی کو motion سمجھ کر رولنگ دے دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: لیکن Rule 170 کے تحت ہی آپ لوگ motion لادیں بیشک ہی کمیٹی بن جائے motion دلانے ہے۔ motion لادیں اُس کے بعد بیشک رائے لے لیں۔

میراخڑھسین لانگو: جناب اسپیکر! آپ ہاؤس کی رائے لے لیں۔ اُس کی رائے دیکھ لیں اُس کے بعد کمیٹی بنالیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگ جب سارے متفقہ طور پر چاہ رہے ہیں میرا اُس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

میراخڑھسین لانگو: آپ رائے شماری کر لیں پورا ہاؤس آپ کے ساتھ ہے۔

وزیر یحکمہ پیک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: ہم ساتھ ہیں آپ کمیٹی تشکیل دیں۔ انکوائری کر لیں وہاں جا کے visit field کر لیں۔

وزیر یحکمہ خوارک: کمیٹی بنادیں include نصراللہ زیرے۔ اگر یہ اس چیز پر agree ہیں تو آپ rule suspend کر دیں 170 کو۔ اور کمیٹی بنادیں۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! میں نے کب کہا کہ میرا نام ڈال دیں۔ میں نے کب کہا آپ کو، آپ نے میرا نام لیا، ریکارڈ چیک کر لیں۔ میں ان سے متفق نہیں ہوں۔ جناب اسپیکر! جن کا سوال ہے یہ

یقیناً بہت سارے معاملات ہیں اور یہ کام ہوا ہو گا اپنی ڈیپارٹمنٹ ہے اُس کا ایگزیکٹو انجینئر ہے وہ جواب دہ ہو گا۔ میرا حاجی نواز کا کڑ صاحب سے جو انہوں نے سوال کیا ہے۔ منظر صاحب نے as a Department اُن کو جواب دیا ہے، یقیناً یہ 2013ء اور 2018ء کے درمیان ہوا ہو گا۔ اس میں اس کو اس طرح لینا کہ یہ سابقہ حکومت میں ہوا ہے سابقہ حکومت میں بہت سارے کام ہوئے ہیں، میں کہتا ہوں کہ یہ صرف قلعے عبداللہ کی بات نہیں ہے پورے صوبے کی بات ہے اُس میں دو سال میں اربوں روپے خرچ ہوئے۔ کہاں خرچ ہوئے، کس نے خرچ کئے، کس نے کتنی کربشان کی ہے۔ 10 کروڑ روپے کس نے رشتہ لی ہے۔ یہ سب معاملات ہوتے ہیں۔ جناب اسپیکر! میں محکم سے جو سوال کنندہ ہے میں اُن سے request کرتا ہوں کہ یہ معاملات ویسے بھی PAC کے سامنے آ جاتے ہیں۔ جو طریقہ کار ہے جو rules of business یہ سارے معاملات خود بخود ہر ڈیپارٹمنٹ کے پیک اکاؤنٹس کمیٹی میں آ جاتے ہیں اس میں ایسی جلد بازی کی بات نہیں ہے کہ آج آجائے کل تحقیقات ہو گئی کوئی پہچانی چڑھ جائیگا۔ نہ کوئی پہچانی چڑھے گا نہ کچھ ہو گا معاملات خود بخود پیک اکاؤنٹس کمیٹی میں آ جاتے۔

ملک نصیر احمد شاہو اولی: ہمارے دوست شاید صحیح نہیں سمجھ سکے۔ دونوں کا موقف یکساں ہیں حکومت بھی کہہ رہی ہے کہ اس پر کمیٹی بنی چاہیے ہم بھی کہہ رہے ہیں کہ کمیٹی بنی چاہیے۔ صرف سردار صاحب نے مذاق میں کہا ہے کہ زیرے صاحب سے پوچھیں۔

وزیرِ حکمہ خوارک و بہود آبادی: میں نے نہیں کہا ہے۔ میرے پاس کوئی اختیار نہیں ہے کہ میں کسی کو ممبر رکھوں یا نہیں۔ میں نے یہ گزارش کی کہ پشتو نحوہ میپ کی طرف سے کیونکہ پچھلے پانچ سال وہ منظر تھا۔ اُس سے پیچھے ہو گے۔ میں نے نہ tenure کی بات کی ہے اور ہاں یہ میں نے ضرور پچھلی تقریر میں point out کیا تھا کہ اتنی پائپ لائن پی ایچ اے ای میں خریدی گئی۔ کہ لیکر خضدار سے لیکر سبی تک واپس کوئی تک بچائیں پھر بھی نجح جائیگی۔

وزیرِ حکمہ پیک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: میرے ڈیپارٹمنٹ پر ایک سوال کیا گیا میں as a department minister اور ہمارے سارے ساتھی حکومت کے ہم اس بات کو بھی چھوڑنا نہیں چاہتے۔ اس ہاؤس میں دونوں فریقین با قاعدہ اس پر agree ہیں تو ایک کمیٹی بھی سے تشکیل دیں اُس میں بیشک جو بھی ہیں اُس وقت کے تمام قلعے عبداللہ کے ریکارڈز اٹھالیں اور میرے ڈیپارٹمنٹ میں جتنے بھی با قاعدگی ہوئی ہے جس ممبر نے بھی کی ہے چاہیے میرے ڈیپارٹمنٹ کے AC نے کی ہے ایکسین نے کی ہے چیف انجینئرنے

کی ہے جو بھی زمہداران ہیں ان کے خلاف اور اس وقت کے سیاسی نمائندے کے خلاف کارروائی ہونی چاہیے۔ ابھی اس بات کو یہاں چھوڑنا نہیں چاہیے کوئی قانون جو بھی ہے قانون کیمباٹ ایک کمیٹی تشکیل دے دیں۔

امجید زمرک خان اچکزئی (وزیر مکمل زراعت و کاؤپریوز): اسکا، مجھے اچھی طرح سے علم ہے knowledge میں ہے، جب ہم 2008ء سے 2013ء تک حکومت میں تھے تو میرے دور میں بھی کوئی ساڑھے تین چار لاکھ ہمارے اتنے PVC pipes لگے تھے۔ توجہ یعنی گورنمنٹ بنی یہ پستونخواہ میپ کا ایک معزز رکن تھا ہمارے بھائی اس نے یہاں پر اس فلور پر کہا کہ یہ قلعہ عبداللہ میں اتنی پائپ لائن بچائی گئی ہے کہ یہاں سے روں تک پہنچ سکتا ہے۔ توجہ کوئی چار سال گزر گئے یہ ریکارڈ جب میں نے دیکھا، اس وقت بھی مجھے پتہ تھا کہ اتنا ہوا ہے۔ تو میں نے اس فلور پر کہا کہ ہمارا والاتر وس تک پہنچ سکا۔ یہ تو امریکہ تک پہنچ گیا ہے۔ تو یہ جو ہے یہ بھی ابھی ان کی پوری انکوائری کرنی چاہیے۔ یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ PVC pipes نہیں لگنی چاہیے۔ ہر چیز لگنی چاہیے۔ کم از کم اتنا پتہ ہونا چاہیے کہ یاری یہ صحیح گلہ پر لگی ہے۔ اس میں کوئی کرپشن تو نہیں ہوئی ہے۔ خدا کرے پچاس لاکھ لگ جائیں۔ کسی ڈسٹرکٹ میں ضرورت ہوگی میں نہیں کہتا ہوں کہ نہیں ہوگی۔ لیکن یہ اسی وقت کی بات ہے کہ جب ہم اس وقت discuss کر رہے تھے حالانکہ یہ بہت اچھا سوال آیا ہے۔ میں اسکی حمایت بھی کرتا ہوں کہ اس کی تفصیل اور اس کی انکوائری بھی ہونی چاہیے۔ ہمارے معزز منسٹر دمڑ صاحب نے جیسا کہا کہ اس میں جو بھی involve ہوں گے اُن کو سزا ملنی چاہیے اور جس کے کہنے پر ہوا ہے اُن کی بھی انکوائری ہونی چاہیے۔ شکر یہ جانب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

حاجی محمد نواز خان کا کڑ: جناب اسپیکر! میں اسمبلی قواعد و انصباط کار، بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 170 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ قلعہ عبداللہ میں مکمل پی ایچ ای کے اسکیمات کی تحقیقات کے لئے خصوصی کمیٹی بنائی جائے جس میں ذیل اراکین اسمبلی شامل ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُن کے نام بھی آپ دے دیں۔

حاجی محمد نواز خان کا کڑ: جناب اس میں ملک سکندر صاحب ہوں، یوس زہری صاحب ہوں، میں بذاتِ خود ہوں۔ اور اس کے ساتھ اپوزیشن کی طرف سے اختر حسین لاگو صاحب ہوں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ نور محمد دمڑ صاحب ہوں اس میں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: چار گورنمنٹ کی طرف سے ہوں تین آپ لوگوں کی طرف سے ہوں تو اس پر رائے لی

جائے گی۔ جی تین بندوں کے نام یہاں سے آنے چاہئے اور چار بندوں کے نام وہاں سے آنے چاہئے۔ طریقہ کار ہوتا ہے ہر چیز کا۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جناب! ایک انجینئر صاحب کا نام ڈال دیں، ایک سردار صاحب کا نام ڈال دیں، ایک عبدالخالق ہزارہ صاحب کا نام ڈال دیں میشک۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی آپ لوگوں کی طرف سے تین نام کون کون سے ہیں؟۔

حاجی محمد نواز خان کا کڑ: ہماری طرف سے تو پھر ایک اپوزیشن لیڈر ملک سکندر خان صاحب، اختر حسین صاحب کا ڈال دیں ایک میرا نام ڈال دیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ٹھیک ہے۔ جی ابھی تحریک پر رائے لی جائے گی۔ مذکورہ تحریک پیش ہوئی۔ اس میں آپ لوگوں کی رائے چاہئے۔ منظور؟۔ منظور چلیں شکریہ۔ تحریک منظور ہوئی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب احمد نواز بلوچ صاحب آپ اپنا 178 Question دریافت فرمائیں۔

حاجی احمد نواز بلوچ: اس کا جواب مجھے پہلے مل چکا ہے جناب، اس کو دو بارہ کیوں لایا گیا ہے میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب احمد نواز بلوچ صاحب آپ اپنا 246 Question دریافت فرمائیں۔

246 جناب احمد نواز بلوچ رکن اسمبلی

کیا وزیر پیلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ میکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ کی جانب سے سال 13 تا 2018 کے دوران کوئی ٹکٹے کے حلقة 30 سریاب میں قائم کردہ کل واٹر سپلائی اسکیمات میں سے کتنے فعال اور غیرفعال ہیں اور ان میں تعینات عملے کے تعداد کی اسکیم وار تفصیل دی جائے نیز غیرفعال واٹر سپلائی اسکیمات کو فعال بنانے کی غرض سے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر پیلک ہیلتھ انجینئرنگ

جواب ضمیم ہے، اسمبلی لا بیریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

احمد نواز بلوچ: سوال نمبر 246۔ اس میں جناب جو مجھے جواب دیا گیا ہے اس جواب سے میں مطمئن نہیں ہوں۔ کیوں کہ جو میرا حلقة PB-30 میں پچھلے دور میں جتنے بھی tube wells لگائے ہیں جو جو

علاقوں نے دیئے ہیں ان میں کچھ کو انہوں نے show کیا ہے کہ community ان کو چلا رہے ہیں۔ آخر community ان کو کب تک چلائے گی۔ ان کا بل اتنا زیادہ آتا ہے کہ community اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ لہذا ان میں 19 tube wells کی تفصیل دی گئی ہے، ان میں میرے خیال تین، چار کے علاوہ سب بند ہیں یا community چلا رہی ہے، وہ ان کے بل pay نہیں کر سکتے۔ تو اکثر wapda والے ان کے connection بند کر دیتے ہیں۔ لہذا میں چاہتا ہوں کہ minister صاحب یا صوبائی گورنمنٹ اس پر توجہ دے۔ کوئی میں جتنے بھی ہمارے 372 tube wells میں ان کو start کریں اور لوگوں کا پانی کا مسئلہ حل کریں جو میرے حلقے میں 19 tubewells میں تین، چار active ہیں باقی سب بند پڑے ہیں۔ تو اس پر بھی minister صاحب توجہ دیں۔

وزیرِ حکومت پیلک ہمیلتھ انجینئرنگ اور واسا: احمد نواز صاحب آپ نے سوال کیا تھا اس کا جواب تو record کے مطابق آپ کو مل گیا۔ لیکن یہ ایک الگ بات ہے ہر scheme کے سامنے اس کا جواب، status بھی لکھا ہوا ہے کہ آیا وہ disconnect ہے یا وہ چل رہا ہے یا کس وجہ سے disconnect ہے کس وجہ سے بند ہے۔ تو یہ تفصیل ساری ہیں لیکن آپ کی بات حق بجانب ہے کہ بہت سے tubewell اس طرح بند بھی کی وجہ سے، community کے تو ہمارے دور کے شروع کردہ نہیں ہیں، ظاہری بات ہے یہ تو اس وقت سے چلا آرہا ہے community کے کم سائز ہے تین ہزار well اس طرح کے ہیں پورے بلوچستان میں۔ وہ تو یہاں اگر حکومت اس کو own کرتی ہے تو PHE اس کو own کر لے گا، start کر لیں گے، اگر own نہیں کر پائے تو ہمیں یہ حق حاصل نہیں ہے کہ اپنی طرف سے community کا یہی ہے کہ rules کو start کر کے انہوں نے اس وقت دیا تھا بھی دوبارہ ہمارا اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔

جناب دپٹی اسپیکر: جی شاء بلوج صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔ میر احمد نی سوال محترم وزیر صاحب سے ہے انہوں نے خود یہ تجویز دی کہ اگر ارکین اسمبلی یہ سمجھتے ہیں کہ تمام community water supply schemes اور ہمارے سب کے حلقوں میں یہ بہت بڑا گھمبیر مسئلہ ہے۔ کسی کے حلقوں میں 30 ہیں کسی کے حلقوں میں 35 ہیں، کسی کے حلقوں میں 40 ہیں۔ اور یہ گز شنہ بلوچستان کے حالات، خشک سالی، اس کے بعد یہ تباہی، اس کے بعد یہ بارشیں یہ سیلا ب، لوگوں میں یہ سکت نہیں ہے گاؤں کی سطح پر کوہ وہ اس کے بل دے سکیں۔ خاران میں ہمیں روز

یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ QESCO والے اسکی بجلی کاٹ دیتے ہیں۔ نواب اسلم ریسنسی جب chief minister تھے تو انہوں نے خصوصی water supply schemes کے تحت اپنے distict summary کے تمام schemes وہ انہوں نے PHE کے حوالے کر دیئے۔ مستونگ اس وقت واحد district ہے جہاں پر community water supply schemes کوئی بھی نہیں ہے، سارے وہ محکمے کو دے دیے گئے ہیں۔ تو جب ایک precedence موجود ہے جب اس سے پہلے ہوا ہے، ہم سب اپوزیشن آپ کو کہتے ہیں کہ جتنے بھی ہیں ان کو حکومت takeup کر لے، فوری طور پر، ہم نے آپ کو پہلے بھی کہا کہ PSDP میں ایسی schemes ہیں جو بلوچستان کے عوام کے پینے کے پانی اور صحت یا تعلیم سے متعلق نہیں ہیں۔ وہ PSDP کے میں آپ کو بتا دوں گا کہ کون سی اسکیمات ہیں۔ ان کو نکال کر water & sanitation sustainable development goals، SDGs کا sign ہے کہ حکومت پاکستان نے میں الاقوامی سطح پر convention کے تحت، بلوچستان بھی اس کا signatory ہے، ہماری PSDP میں PSDP کا سب significant goal ہے۔ جب پینے کا صاف پانی ہم نہیں دے سکتے تو اگر ہمارا consent چاہیے تو ہم ہاتھ اٹھا کر کہتے ہیں کہ community water supply schemes وہ

PHE کے حوالے کر دیے جائیں اور اُس کے لیے خصوصی fund develop کیا جائے۔ شکریہ۔

وزیر محکمہ پیلک ہیلتھ نجیسٹر گ واسا: ایک سوال تھا، اس پر میرے خیال میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔ بیشک یہ ہمارے finance department یا ہماری حکومت کے جو ذمہ داران ہیں ان کو اچھی طرح علم ہوگا کیوں کہ اگر ہر boar آپ own کرتے ہیں تو کم سے کم ان کا سالانہ maintanance ہوگی اور دوسری بات یہ کہ ان کے ساتھ کم سے کم دو یا تین post creat کرنا پڑیں گی تو یہ ہزاروں کے حساب سے ہمارے boar ہیں۔ اگر یہ ایوان سفارش کرتا ہے حکومت سے تو اس پر میرے خیال میں کسی کو اعتراض نہیں ہے۔ یہ پورے بلوچستان کا معاملہ ہے اگر یہ ایوان سے متفقہ طور پر ہو جائے ایک سفارش حکومت کو چلی جائے لیکن معاملہ finance سے ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ان کو آپ solarize کریں، دوسری بات اگر آپ کے پاس پندرہ سو، دو ہزار کے قریب community water supply schemes ہیں، اگر آپ ایک ملازم اُس پر تعینات کریں گے، کوئی آسمان نہیں گرے گا۔ 4000 ملازم میں، ملازم 4000، اگلی حفاظت کے لیے۔ جناب اسپیکر،

صاحب agree ہیں، ہم Minister کے ساتھ بیٹھ کر ایک مہینے کے اندر یہ report جو ہے اسمبلی میں پیش کریں اُس میں آپ کے اپنے ضلع کا بھی فائدہ ہے۔ آپ کے اپنے ضلع میں کچھ ملازمتیں مل جائیں گی، یہ جو community water & sanitation schemes ہیں یہ solarized ہو جائیں گی۔ اور جو SDGs کے حوالے سے جو آپ کی promise commitment ہے وہ آپ پوری کر کے دنیا کو بتاسکتے ہیں کہ ہم نے کر دیا ہے۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: شاء صاحب نے ایک بات کہی کہ یہ اگر solar پر convert کیا جائے تو already ہماری حکومت اور department اس پر working کر رہے ہیں اور اس پر کم سے کم ایک ارب روپے جو کہ 2200boar اس سال ہم convert کرنے جارہے ہیں اور باقاعدہ tender ہو گئے ہیں تو اسی community کو ہم prefer کر رہے ہیں اور boar کے solar ہم community کے MPA صاحبان اور وہاں کے متعلقہ XEN وغیرہ کی مشاورت سے ہمیں جو ایلی ہے۔ اس میں ضروری نہیں کہ PHE جس کو پہلے سے run کر رہا ہے وہ نہیں ہے۔ community کے بھی آئے ہیں اور وہ بھی آئے ہیں جو PHE Run کر رہا ہے۔ لیکن ہم کر رہے ہیں ابھی دوسرے phase میں ہم جارہے ہیں۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر، جس طرح minister صاحب نے کہا کہ اس وقت کوئی میں ہمارے بہت سارے tubewell disconnect ہیں۔ اور شائد لگ بھگ ایک ارب روپے QESCO، WASA، IPHE اور Minister کا قرضدار ہے۔ کیا ہمیں بتائیں گے کہ کب تک آپ QESCO کو payment کریں گے تاکہ جو tubewell disconnect ہو سکے۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جناب اسپیکر! جہاں تک ہمارے regular boars کا تعلق ہے اُس کے dues بہت کم ہیں۔ وہ ہم monthly charge کر رہے ہیں payment کر رہے ہیں۔ لیکن جو community کے ہیں وہ ہم نہیں کر سکتے نہ ہمارے پاس اس کا کوئی بجٹ آتا ہے نہ ہمیں اجازت ہے کہ ہم ان کے بل جو ہیں وہ pay کر دیں۔ ان کے dues سارے community کے اُپر ہے۔

جناب دپٹی اسپیکر: شکریہ! جی اصغر ترین صاحب۔

جناب اصغر علی ترین: یہ اچھی تجویز دی گئی ہے، اس میں جو پینے کے پانی کا مسئلہ ہے جو community board یہ تاریخ ہے ہیں، ایک تو corporation کا مسئلہ ہے ضلع میں، وہاں پر کم از کم کوئی 12 گھنٹے، 18 گھنٹے بھلی میسر ہے۔ ایک دیہات area ہے۔ اب جو دیہات کا area ہے وہاں 3 گھنٹے، 4 گھنٹے، maximum 6 گھنٹے بھلی ہوتی ہے۔ اور اس کا voltage بھی کم ہوتا ہے۔ تو جناب government سے ہماری minister request کے لئے ہوئے ہیں کہ اپنی cabinet میں اس کو discuss کریں اور جن دیہات کی جہاں بھلی نہیں ہے وہاں کم از کم community boards، جو ہیں وہ PHE کے حوالے کیے جائیں۔ solar کیا جائے اُس کو تاکہ لوگوں کو پینے کا پانی مل سکے۔ جناب اسپیکر صاحب! یقیناً لوگوں کے لیے پینے کے پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے اور بلخوص جو دور دراز علاقے کے خواتین ہیں یا مرد حضرات ہیں وہ ریڑھیوں میں پانی لے کر آتے ہیں۔ کیونکہ community board کو repair کرنا، maintian کرنا یہ ایک بڑا مشکل کام ہے۔ اور آج کل آپ کو پتہ ہے کہ غربت اتنی بڑھ گئی ہے کہ کوئی بھی آدمی سو، دوسو یا پانچ سورو پے چندہ بھی نہیں کر سکتے تو حکومت وقت سے یہ گزارش ہے کہ وہ کھوسے صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، محمد خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان سے گزارش ہے کہ cabinet میں discuss کریں ایک اچھا point ہے اور اس میں لوگوں کے کافی مسئلے حل ہو جائیں گے، روزگار بھی مل جائے گا اور پینے کا پانی کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ شکریہ۔

جناب دپٹی اسپیکر: جناب نصیر احمد شاہ ولی صاحب! آپ اپنا سوال 198۔ دیکھیں committee تو ہر چیز پر نہیں بن سکتی، اس کو یہ کر سکتے ہیں Standing Committee for PHE کے حوالے کر سکتے ہیں۔

جناب ثناء اللہ بلوج: یہ جو تجویز آئی ہے محکمہ کو کوئی ذمہ دار بیٹھا ہو گا یہ جو تجویز آئی ہیں ان کی بنیاد پر صاحب اگلے اجلاس میں report پیش کریں اس کی feasibility minister کے حوالے سے، سر standing committee کے چھ، چھ مہینے meetings نہیں ہوتی۔ ایسی committees ہیں جس دن بنی ہیں آج تک اس کی meeting نہیں ہوئی۔ ہم اپنی کمزوریوں اور کتابیوں کو سمجھتے ہیں۔ تو بلوچستان کے عوام کو relief دینا ہے یہاں پر ایک اہم issue ہے صاحب کو ذمہ داری دے دیں جو صلاح مشورہ جوانہوں نے نمبر ان سے کرنا ہو گا وہ کر لیں گے وہ minister

اسمبلی میں ایک مینٹے کے اندر report پیش کر دیں۔

وزیر حکومہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ و واسا: جناب اسپیکر جو ممبران کی تجویز ہیں ہم اُس پر cabinet میں مشورہ کر لیں گے۔ لیکن جو ہم solar پر convert کرنے جا رہے ہیں یہ بھی ہماری حکومت کی تجویز تھی cabinet نے ہمیں منظوری دی۔ پیسے ہم رکھ رہے ہیں، انشاء اللہ ہمیں امید ہے کہ ہمارے اس tenure میں پورے بلوچستان کے community boards کے convert کردیں گے۔ لیکن جہاں تک آج کی تجویز کی بات ہے، آج کی تجویز بھی انشاء اللہ لے کر finance minister میں discuss کر لیں گے۔ اگر ہماری financial minister، ہمارے finance secretary، finance department، وہ ہے اگر حالات ہمیں اجازت دیں گے تو انشاء اللہ یہ بلوچستان کے عوام کے مفاد کی بات ہے ہم انشاء اللہ کوئی کسر نہیں چھوڑیں گے۔ انشاء اللہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: ٹھیک ہے سر، صاحب بیٹھے ہیں وہ میرے خیال میں اس پر minutes بنالیں گے۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: یہ جو زیرے صاحب نے تحریک التواء لائی ہے یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ یہ سوالات جوابات موخر کر کے کسی اور دن کے لیے رکھیں لیکن جو تحریک التواء ہے اس پر آپ بحث کریں کیوں کہ یہ چین والا بڑا اہم مسئلہ ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر آئیں گے رئیسانی صاحب، کارروائی تھوڑی رہتی ہے، اس کے بعد اسی پر آئیں گے۔ انشاء اللہ۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: جناب جب اس ملک میں کوئی آئیں کوئی نہیں مانتا تو یہ تو چھوٹے regulations ہیں۔ یہ تو آپ بہاں سے وہاں کر سکتے ہیں۔ یہ تو آپ کے اختیار میں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اگر یہ لوگ زیادہ نہ کھپھیں سوالات کو یہ تو پانچ منٹ کے اندر میں ختم کروادوں۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: سب متفق ہیں کہ چین والی تحریک التواء پر بحث کیا جائے۔ یہ جو سوالات جواب ہیں یہ تو ہم بعد میں بھی کرتے رہیں گے۔ ہم ان minister صاحب کی خدمت میں جائیں گے وہاں بھی، ہم ان سے اس مسئلہ پر بات کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اصرار ترین صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ ملک نصیر شاہو انی صاحب کا سوال ہے۔ جی سوال

نمبر 198 دریافت فرمائیں۔

☆ 198 نمبر نصیر احمد شاہو ای ای رکن اسمبلی 24 فروری 2020 کو مذخر شدہ

کیا وزیر پیک ہیلٹھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ حکومہ پیک ہیلٹھ انجینئرنگ کی جانب سے حلقة پی بی 32 میں کل کتنے ٹیوب ویلز کائے گئے ہیں اور ان پر کل سقدر لاگت رقم خرچ کی گئی ہے ٹیوب ب دلیل وار تفصیل دی جائے نیزان میں سے کتنے فعال اور کتنے غیر فعال ہیں تفصیل بھی دی جائے۔ وزیر یہ پیک ہیلٹھ انجینئرنگ اور واسا۔ سوال کا جواب پڑھا ہو تصور کیا جائے۔

وزیر پیک ہیلٹھ انجینئرنگ

اسکیم کا نام	تحمینہ لاگت	اسکیم نوعیت
کلی غلام جان	5.753(m)	مکمل
کلی کمالو شیخ نور اللہ	4.780(m)	مکمل
گوہر آباد	4.630(m)	مکمل
کلی غلام جان	5.00(m)	مکمل
حلقة بخاری ہزار گنجی	5.147(m)	مکمل
کمالو	4.140(m)	مکمل
ہنہ اوڑک	5.147(m)	مکمل
مارگٹ زرخو	5.110(m)	مکمل
گوہر آباد	4.970(m)	مکمل
میان غندی کلی حمید	7.283(m)	مکمل
نیو کاہان ہزار گنجی	4.047(m)	نامکمل
ہنہ ریسٹ ہاؤس	2.400(m)	مکمل
مدرسہ مظہر العلوم میان غندی	2.400(m)	مکمل
سورنچ	6.00(m)	مکمل

نامکمل بوجہ بجلی	6.156(m)	بادیئی اسٹاپ
نامکمل بوجہ بجلی	6.109(m)	کلی جبیب کچی بیگ
مکمل	6.018(m)	کلی گوگڑا، ہی کچی بیگ
مکمل	6.252(m)	شاہوانی اسٹیڈیم
مکمل	6.046(m)	چوکل میاں خان کچی بیگ
مکمل	6.111(m)	کچی بیگ اور لیں شاہوانی
مکمل	6.155(m)	کلی کمالو نیو آبادی
نامکمل بوجہ بجلی	6.171(m)	محمد یوسف گوہر آباد
نامکمل بوجہ بجلی	4.800(m)	داود شاہوانی میاں غندی

ملک نصیر احمد شاہوانی: جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں میرے سوال کو اگر پڑھا جائے تو اس کے دو حصے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ محکمہ پیک ہیلتھ انجینئرنگ کی جانب سے حلقة 32 میں قل کتنے Tubewell لگائیں گئے ہیں؟ اور اس پر کس قدر لاگت اور اصل اس کا جواب میں نے ماں گا ہے وہ کتنے فعال اور کتنے غیرفعال ہیں؟ اس کا جواب نہیں ہے کہ کتنے فعال اور غیرفعال ہے۔ اور اس سوال کے ساتھ ہی میں کہتا ہوں کہ جتنی تعداد انہوں نے دے دیئے ہیں یہاں اس list میں موجود 24 انگی تعداد ہے۔ یہ Tubewells میرے حلقة میں جو لگائے گئے ہیں اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ میں آپ کی information کے لئے بتاتا ہوں اور یہ فعال اور غیرفعال کا آپ کا تو آپ نے جواب نہیں دیا لیکن یہ سارے فعال ہیں۔

وزیر محکمہ پیک ہیلتھ انجینئرنگ اور اسا: جناب اسپیکر! نصیر احمد شاہوانی صاحب۔ یہ جناب details میں دیکھ لیں باقاعدہ انہوں نے یہاں پر لکھا ہے کہ جو start ہے اُس پر لکھا ہے مکمل اور جو فعال نہیں ہے اُسکے سامنے لکھا ہا کمل۔ بوجہ بجلی disconnect کیا گیا ہے سارے details ہیں اس کے ساتھ۔

ملک نصیر احمد شاہوانی: نہیں نہیں۔ آپ میری بات سنئیں۔ میں اسی پر جا رہا ہوں فعال اور غیرفعال کا میرا مقصد یہ ہے کہ کتنے ایسے tubewells جو چل رہے community کو پانی دے رہے ہیں اس میں سے کوئی بھی community کو پانی نہیں دے رہا ہے۔

وزیر محکمہ پیک ہیلتھ انجینئرنگ اور اسا: آپ اس سے اندازہ کر لیں اس میں جو start ہیں آپ وہ نکال

دیں آپ خود ہی گن لیں آپ کو پتہ چل جائے گا۔ یہ list ہے ساری، آپ کو exact تعداد چاہیے تو آپ اس سے دیکھ سکتے ہیں جو فعال ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: نہیں۔ یہ فعال نہیں ہیں یہ میرے ساتھ list پڑتی ہوئی ہے۔

وزیر یونگ پیک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: یہ سارا لکھا ہوا ہے۔ جو complete ہے اسکا مقصد یہ ہے کہ وہ چل رہا ہے۔

ملک نصیر احمد شاہ ہوائی: فعال کے معنی یہ ہیں کہ کتنے لوگوں کو پانی دے رہا ہے چل رہا ہے۔ اگر آپ نے وہاں پر ارب روپے خرچ کیا ہے لوگوں کو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس نے 24 کی تعداد دی ہے لیکن وہاں پر پچھاں سے زیادہ ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں اور ایک بھی نہیں چل رہا ہے۔ ڈاکٹر مالک کے دور میں بھی 47 کے قریب ٹیوب ویل لگائے گئے سب کے سب بند ہیں۔ کوئی میں پانی کا مسئلہ ہے 80 نیصد لوگ جو ہیں میرے خیال میں میکنر ما فیا کے رحم و کرم پر ہے۔ ہم جناب وزیر صاحب سے ملے کہ یہ اتنے ٹیوب ویلز، جتنے بھی لگے ہوئے ہیں خدارا انکو چلا جائے ان کے ساتھ میٹنگ ہوئی پہلے میٹنگ میں انہوں نے 360 کے قریب میرے خیال میں ٹیوب ویلوں کی کوئی list بنائی کہ وہاں پر 372 تھے کہ انکو ہم ایک سال میں چلانیں گے وہ پچھلا سال گزر گیا، اس کو انہوں نے پھر 177 کر دیا بھی 177 بھی یہ سال بھی گزر جائے گا یہ ٹیوب ویل سب کے سب گر رہے ہیں انکا پانی خشک ہو رہا ہے۔ سب کا بجلی بھی لگا ہوا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ PHE اپنی ذمہ لے لیں انکے لئے کوئی funds release کریں جس طرح حب کے لوگ بات کر رہے ہیں کہ حب میں Dam بنا ہوا ہے پانی سے لیکن حب کے لوگوں کو پانی نہیں مل رہا ہے۔ میرے حلقوں میں 60,70 ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں ایک نہیں چل رہا ہے لوگوں کو پانی نہیں مل رہا ہے۔ تو میں اپنے funds سے کیوں چار پانچ مزید لگاؤں؟ جب آپ اس کو اپنے زمہ نیں لیں گے آپ اس کو نہیں چلانیں گے وہ پہلے والے جو چل رہے ہیں لگے ہوئے ہیں انکو چلانیں۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ان کے لئے کوئی اس قسم کا ruling دے دیں جتنے میں اپنے علاقے کی بات کی ہے اسی احمد نواز نے اپنے حلقوں کی بات کی کوئی میں ہمارے دوسرے دوست بیٹھے ہوئے ہیں انکے لئے کوئی ruling دے دیں آپ کی کم از کم جتنے ٹیوب ویل کوئی میں کم از کم لگے ہوئے انکو فعال کر کے PHE اپنی ذمہ لے لیں اور انکو چلا جایا۔ میرے کہنے کا مقصد صرف یہ ہے۔

وزیر یونگ پیک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جناب اسپیکر! یہ میرے خیال میں رونگ کی بات نہیں ہے اس پر ذرا debate ہونی چاہیے۔ ہونی چاہیے کہ ہمارے حالات اس کے ہیں کہ چلا سکتے ہیں یا یہ discussion

برداشت کر سکتے ہیں؟ اس پر ظاہری بات ہے خرچ آتا ہے maintenance اس پر آتا ہے سالانہ اور اس کیلئے ظاہری بات ہے پوٹھیں create کرنا پڑتا ہے۔ تو یہ finance سے یہ ہم cabinet میں لے جا رہے ہیں کہ ہے ہمارے ساتھ 175 کے قریب cabinet list اور cabinet میں ہم لے جا رہے ہیں cabinet نے اگر منظوری دی تو ہمیں کیا اس پر اعتراض نہیں ہے لیکن یہ ہے کہ ruling آپ دیں بھی دیں تو لیکن آپ نے ظاہر سے بات ہے اُس کا جواب بھی آپ نے دیکھا ہے آگے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں جواب میں نہیں دینا ہوگا جواب مکمل نہ دینا ہوگا۔ سیکرٹری اور فنڈر پھر کیا کرتے ہیں جب جواب اسپیکر دیگا؟

وزیر چکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: پیے کہاں سے arrange کریں گے جب آپ ruling دے دیں تو پیے کہاں سے آئیں گے؟

ملک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر صاحب! میرے خیال میں کوئی میں پانی کا مسئلہ ہے وزیر اعلیٰ صاحب آج موجود نہیں ہیں کوئی میں بہت سارے اور مسائل ہیں۔ کوئی میں فرض کریں صفائی کا مسئلہ ہے یہ ایک چھوٹی سا بازار ہوئی وہی کوئی میں آپ دیکھیں جس بھی گلی گوچے میں جائیں ویسے تو یہ شہر کا صرف center area کو کوئی کہتے ہیں یہ تو ہمیشہ یہ صاف کرتے ہیں یہ بھی کچرے کا ڈھیر بنا ہوا ہے اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔ اسکو تو میں نے علیحدہ چھوڑ دیا، ابھی کوئی آبادی ہماری مردم شماری کے مطابق ایک لاکھ 23 ہزار ہے لیکن یہ چالیس لاکھ سے زیادہ ہے جناب اسپیکر صاحب! بہت سارے لوگوں کا رخ کوئی کی طرف ہے، اس وقت صوبے کے لوگوں کا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ملک صاحب اس پر ایسا کرتے ہیں کہ پھر کوئی دن مختص کر لیں گے اُس پر سیکرٹری صاحب کو بھی بولا لیں گے فنڈر صاحب بھی ہونگے وہ ہمیں تفصیل briefing دے دیں گے کہ کہاں چکمہ کی طرف سے کوتا ہی ہے اور کہاں لوگوں کو funds کی ضرورت ہے۔

ملک نصیر احمد شاہواني: جناب اسپیکر صاحب! چھوٹی سی بات فنڈر صاحب بیٹھا ہوئے ہیں ایک دفعہ اس فنڈر صاحب نے خود ہمیں کوئی نمائندوں کو بُلایا۔ ہم ان کے پاس گئے اُس وقت مجیب قمرانی MD تھا، تھوڑا ایماندار آدمی تھا مگر آدمی تھا یونین پر بھی انہوں نے تھوڑا کیا، کام بھی شروع کیا تھا اُس نے اور پھر جب انہوں نے دشت میں ہمارے دس گیارہ ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں انکا مسئلہ یہ تھا کہ تین مہینے میں اُنکا پانی سریا ب پنچائیں گے وہ بھی وہاں تک نہیں آیا۔ لوگوں کے قبضے میں ہیں ہر سرکار کے ٹیوبولیز۔ جب سرکار

اپنی چیزوں کو سنبھال نہیں سکتا ہے اُنکو اپنے ذمہ لانہیں سکتا، ان کو اپنے ذمہ لانہیں سکتا۔ لوگوں کو پانی دے نہیں سکتا۔ ختم کرے اس محکمہ کو جب وہ اپنی بے بُنى کا اظہار کرتا ہے کہ میرے پاس پیسے نہیں ہیں۔ ہماری عدالت بھی کہتی کہ پانی، دوسرا کہتا ہے کہ ہماری تعلیم اور تیسرا کہتا ہے ہمارا صحت، یہ تینوں تباہ ہیں جب تینوں تباہ ہیں جناب اسپیکر صاحب! پھر یہ تینوں کو جب privatize نہیں کریں، جب خود عوام اپنی مدد آپ چلا رہے ہیں ہسپتا لوں میں، لوگوں کو کیا ایک disprin نہیں مل رہا ہے، پینے کیلئے پانی نہیں ہے، صفائی کا یہ نظام اور ہماری نجی صاحبان کی جو خاص کر فیصلہ ہے کہ یہ تین چیزوں کو آپ اپنی بجٹ میں اپنی PSDP میں priority پر لا سائیں، تینوں میں ہماری حکومت ناکام ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر ملک صاحب کسی دن سیکرٹری اور منستر کو بلا لیتے ہیں تفصیلی۔

ملک نصیر احمد شاہوی: آپ کوئی نہ کے عوام کو پانی نہیں دے سکتے۔

وزیرِ محکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جی جناب اسپیکر! ناکامی کی بات تو انکی زبانی ہے۔ جناب اسپیکر! یہ ناکامی کی بات تو انکی بات ہے لیکن یہ ہے کہ گورنمنٹ کو کرہی ہے وہ کم از کم نصیر احمد شاہوی صاحب وہ بھی تو شمار کریں پورے کوئی کوپانی کون دے رہا ہے؟ ٹھیک ہے آپ ہی ہمارے واسا کا پانی پی رہے ہیں آپ ہی کے لوگ ہمارے واسا کا پانی پی رہے ہیں لیکن اتنے ناکام، وسائل اگر نہیں ہیں وسائل کی ظاہری بات ہے ہم سب اور آپ اس میں ملوث ہیں بلوچستان کو لوٹا گیا ہے پاکستان کے وسائل کو لوٹا گیا ہے۔ ہمارے آنے سے پہلے خزانے کا بیڑا اغرق کر دیا گیا وہ جو بھی ہے ظاہری بات ہے یہ جو مسئلہ ہے یہ ہمیں ورنہ میں ملا ہے۔ یہ ہمارے پیدا کردہ مسئلے نہیں ہیں یہ اس وقت کے ہیں اگر اس وقت سے یہ start تھے ہمارے دور میں بند ہوئے ہیں تو بے شک ہم گنہگار ہیں واقعی پھر ہم ناکام ہیں لیکن اگر اس وقت سے بند ہے ابھی ہم نے start کرنا ہے ابھی اس کے لئے وسائل چاہیئے ظاہری بات ہے وسائل ہم نے دیکھنے ہیں کہ وسائل ہمیں یہ اجازت دیتے ہیں کہ نہیں دیتے (مداخلت)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جناب۔

قائد حزب اختلاف: ملک صاحب بھی کہہ رہے ہیں جتنا ہو سکتا ہے، وہ ان کی استطاعت کے مطابق ہم آپس میں بیٹھ کر جو بھی طریقہ کار کوئی کے MPAs ہوں گے اور کوئی کا Administrator ہوگا اور وزیر صاحب ہوں گے انکے سیکرٹری صاحب ہوں گے یہ زیادہ مناسب ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: صرف کوئی کے نہیں پورے بلوچستان کے جو بھی آنا چاہیے اس کا وہ نہیں ہے آسکتے

ہیں۔ جی ذا بدلی رکی چونکہ یہاں نہیں ہیں تو انکا سوال میرے خیال سے نہ تادیا جاتا ہے۔ 214 اور 215۔ اصغر علی ترین صاحب آپ اپنا سوال نمبر 242 دریافت فرمائیں۔

جناب اصغر علی ترین: Question Number 242

☆ 242 اصغر علی ترین رکن اسمبلی

کیا وزیر پیک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ محکمہ پیک ہیلتھ انجینئرنگ کی جانب سے ضلع پشین میں قائم کردہ کل واٹر سپلائی اسکیمات میں سے کتنے فعال اور غیرفعال ہیں اور ان میں تعینات عملے کے تعداد کی اسکیم وار تفصیل دی جائے نیز غیرفعال واٹر سپلائی اسکیمات کو فعال بنانے کی غرض سے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر محکمہ پیک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا۔ Question Number 242 کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

وزیر پیک ہیلتھ انجینئرنگ

ضلع پشین میں کل واٹر سپلائی اسکیمات کی تعداد 291 ہے جن میں 44 واٹر سپلائی اسکیمات محکمہ PHE ڈپارٹمنٹ پشین چلا رہی ہے اور 247 اسکیمات اپنی مدد آپ کے تحت کمیوٹی چلا رہی ہے اور ان میں محکمہ کی جانب سے چلنے والے واٹر سپلائی اسکیمات کی تعداد میں سے 44 فعال ہیں اور تین عدد غیرفعال ہیں اور اپنی مدد آپ کے تحت چلنے والے اسکیمات میں سے 152 فعال ہیں اور 91 اسکیمات غیرفعال اور غیرفعال اسکیمات خشک سالی کی وجہ سے خشک ہو چکے ہیں غیرفعال اسکیمات کیلئے اعلیٰ حکام کو فنڈ زدی نے کیلئے کہا گیا ہے اور محکمہ کی جانب سے چلنے والے اسکیمات پر کام کرنے والے سرکاری عملے کی تعداد اسکیم وار تفصیل اسمبلی لاکبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر! ایک تو سوال میرا یہ تھا کہ، انہوں نے تفصیل دی ہے ضلع پشین کے حوالے سے، میرا سوال تھا حلقة 19-PB کے حوالے سے۔ دوسرا جو جواب ملا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تو آپ کو خوش ہونا چاہیے پورے district کی تفصیل آپ کو ملی ہے۔

جناب اصغر علی ترین: اتنی معلومات اگر ہو سکتی تو کافی اچھا ہوتا۔ اب انہوں نے لکھا ہے جو محکمہ PHE چلا رہے ہیں، ان کی تعداد کمی ہے چالیس، 44، اب مجھے یہ بتایا جائے کہ جو انہوں نے تفصیل ہمیں دی ہے 230 تقریباً Tubewells کی اس 230 میں مجھے وزیر صاحب بتائیں کہ 4 کونے وہ

tubewells کے ہیں جو انہوں نے own کئے ہیں؟

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جناب اسپیکر یہاں پر ساری details آپ کے سامنے ہے۔
جناب اصغر علی ترین: نہیں آپ نے لکھا ہے کہ محکمہ کی جانب سے valid water supply اسکیوں کی تعداد میں سے 44 فعال ہیں۔ اب مجھے 44 فعال آپ اس میں مجھے بتائیں۔ یہ جو آپ نے 230 tubewells کا تقریباً مجھے پنداہ دیا ہے اس میں 44 مجھے بتائیں 44 کو نے ہیں جو فعال ہیں؟

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: یہ تو پھر موقع پر جانا پڑے گا اُس کے لئے بھی ایک کمیٹی بنادیں جو موقع پر جا کے آپ کو دیکھا دیں کے کونے کونے فعال ہیں۔
جناب اصغر علی ترین: موقع پر منشیر صاحب آپ محکمہ چلا رہے ہیں۔
 وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: ابھی مجھے کیا پتہ ہے کونے وہاں پر فعال ہیں کوئے نہیں۔ ادھر list میں آپ کو ریکارڈ کے مطابق دیا ہوا ہے۔

جناب اصغر علی ترین: دیکھیں جناب اسپیکر صاحب! 230 کی انہوں نے تعداد مجھے بتائی ہے۔ (پستو میں الفاظ کہے)۔ ایک منٹ زمرک صاحب مجھے بولنے دیں۔ ایک منٹ میں مکمل کروں پھر آپ بات کر لیں۔
جناب اسپیکر صاحب! Total 230 کا انہوں نے مجھے پنداہ رکھ کر دیا ہے اب 230 میں سے انہوں نے کہا کہ ہمارے 44 ٹیوب ویلز ہیں جو فعال ہیں اور 3 عدد غیر فعال ہیں اب 230 سے مجھے بتائیں 44 والے کون سے فعال ہیں؟ ائکے پاس وہ record نہیں ہے نمبر 1۔ نمبر 2 یہ جو انہوں نے لکھا ہے یہاں پر serial number ہے 12 واٹر سپلائی اسکیم کلی مچان پشین، نمبر 13 واٹر سپلائی اسکیم مچان شہر پشین۔ اب اس میں لکھا ہے واٹر سپلائی اسکیم پشین Unit نمبر 1۔ اور واٹر سپلائی ہائی اسکول مچان۔ جناب اسپیکر صاحب! Serial نمبر 42 واٹر سپلائی اسکیم مچان شہر۔ اب انہوں نے چار ٹیوب ویلز اس میں ڈالیں ہیں بلکہ چار نہیں یہ اس میں مچان انہوں نے 6 عدد ٹیوب ویلز کا ذکر کیا ہے یہاں پر انہوں نے 6 عدد کا کیا پھر 7 کا کیا ہے اور یہاں پر تقریباً 24 ٹیوب ویلز کا انہوں نے یہاں ذکر کیا ہے اب سب سے بڑا مسئلہ ہی پشین میں مچان میں ہے پانی ہے پینے کا، سب سے بڑا مسئلہ، اور یہ جو بتا رہے ہیں کہ یہ اس میں اتنے تقریباً tubewells 22, 23 کا ذکر کیا مچان میں کہ یہ فعال ہے، میں انسے کہتا ہوں کہ 2 ٹیوب ویل کے علاوہ آپ کے مچان میں ایک ٹیوب ویل بھی فعال نہیں، صرف 2 فعال ہیں آپ کے، آپ کو علم ہی نہیں ہے اور دوسرا جناب اسپیکر! تقریباً (مداغلت)۔

وزیر یونگہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جناب اسپیکر! آپ as a MPA اس بات کی نشاندہی کر لیتے پہلے آپ نے تو details مانگی ہے آپ کے سوال کا جواب ملا ہوا ہے۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب! میں نے تفصیل ان سے مانگی ہے

area Corporation کا main city، بازار ہے شہر ہے اُس میں پانی کی اتنی قلت ہے کہ لوگ وہاں ٹینکی سے بھر کر لیکر آتے ہیں۔ روزانہ وہاں پر علاقہ مقیم لوگ پریشان ہیں، ہم نے بار بار سیکرٹری صاحب سے request کی کہ آپ اس کے لئے repair کیں اس کو fund کریں جو غیر فعال ہیں اُنکو فعال کریں مگراب میں کیا بتاؤ کہ یہاں کان سے سُننے ہیں اُس کان سے نکلتے ہیں۔ وہاں شہری پریشان ہیں جب آپ شہر کو پانی کو نہیں دے سکتے تو آپ بلوچستان کو کیا پانی دیں گے آپ مجھے بتائیں۔ آپ جب پیشین شہر کو پانی کو نہیں دے سکتے تو یہاں پریشان ہوں ملک سکندر صاحب اور نصیر احمد شاہ ولی صاحب کو وہ شہر کی بات کر رہے ہیں، کوئی شہر کیا یہ پیشین کے شہر کو پانی نہیں دے سکتے ہیں، اس لئے توہائی کورٹ (شورشرابہ)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اصغر ترین صاحب آپ اگر جواب سے مطمئن نہیں ہیں تو اس کو دوبارہ کریں۔

وزیر یونگہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جناب اسپیکر! جناب اسپیکر میں یہ سوال ان سے پوچھنا چاہرہا ہوں کہ یہ 44 تمہارے جیب خرچ سے چلا رہی ہے؟

جناب اصغر علی ترین: جی؟

وزیر یونگہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: یہ جو bore 44 چل رہے ہیں یہ کون چلا رہے؟ آپ چلا رہے ہیں؟

جناب اصغر علی ترین: مجھے آپ بتاؤ۔ یہ 44 کا مجھے آپ بتاؤ figure کہاں کا ہے مجھے بتاؤ۔ میرا سوال ہے آپ سے۔

وزیر یونگہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: تو آپ as a MPA نشاندہی کر کے بتائیں نہ۔ ہاؤں کے سامنے آپ نشاندہی کر لیں کہ کونسا، اس List کے مطابق کونسا bore start جو bore start نہیں ہے جو ہم نے لکھا ہے کہ start ہے چل رہا ہے؟ تو آپ اس کی report منگالیں اگر start نہیں ہے تو ہم اپنے officers کو سزا دے دیں گے۔

جناب اصغر علی ترین: دیکھیں department تو آپ چلا رہے ہیں۔ نور محمد دمڑ صاحب آپ دیکھیں

منسٹر کو معلوم نہیں ہے تو ہمیں۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: ادھر لکھا ہوا کہ start ہے چل رہا ہے لیکن آپ کہتے ہیں کہ یہ start نہیں ہے۔

جناب اصغر علی ترین: نور محمد ڈمڑ صاحب اگر میں منسٹر ہوتا تو یہاں پرسوال کا جواب میں دیتا۔ چونکہ منسٹر آپ ہیں مجھے اس سوال کا جواب بھی آپ دے دیں۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: نہیں تو دیکھو ہمارے department نے یہ record بھیجا ہے کہ bore 44 جو ہیں وہ run department کر رہا ہے وہ چلا رہے ہیں آپ کے کونے والے پر اعتراض ہے؟ کوئا والا نہیں چال رہا ہے آپ ہمیں نشانہ ہی کر لیں، written میں دے دیں۔

جناب اصغر علی ترین: وہ 44 کونے ہیں نام بتائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب اصغر علی ترین کا 44 آپ کو detailed name چاہیے تو آپ بیشک آپ دوبارہ۔

جناب اصغر علی ترین: جناب اسپیکر صاحب!

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس طرح تو نام کسی کو بھی یاد نہیں ہوتے ہیں۔

جناب اصغر علی ترین: نہیں نہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں یہ 44 کا figure دیا ہے بالکل یہ غلط جواب دیا گیا ہے۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: detail ہے اور نام ہے یا سوال کا جواب دے دیں۔ یہ سوال تو کر سکتے ہیں لیکن سوال کا جواب نہیں پڑتا۔

جناب اصغر علی ترین: 44 جو فعال کی بات کر رہے ہیں یہ بالکل جناب اسپیکر یہ غلط figure quote کر رہے ہیں۔ غلط figure quote کر رہے ہیں منسٹر صاحب، یقیناً پیشین شہر میں پانی کی بہت بڑی قلت ہے اور repairing کے لئے یہ پیسے نہیں دے رہے۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جناب اسپیکر! اذرا مجھے سوال کا جواب پڑھنے دیں۔

جناب اصغر علی ترین: چونکہ یہ opposition کا حلقة ہے repairing کیلئے انکے department ایک روپیہ نہیں دے رہی ہے۔

وزیر یحکمہ پیلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جناب اسپیکر! اپوزیشن کا حقن ہے۔

جناب اصغر علی ترین: ہم نے بار بار request کی ہے اب مجھے بتائیں ہم کو ہڑ جائیں؟ کہا روئیں؟ ہم اپوزیشن میں ہیں اس کی سزا ہمارے عوام کو کیوں مل رہی ہے جناب اسپیکر! (شور)۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اس پر ہم جس دن آپ تشریف رکھیں۔ دیکھیں یہ جس دن سیکریٹری اور منسٹر صاحب کو ہم لوگ یہاں بلا کیں گے اُس دن بے شک پھر آپ اپنا سوال بھی کر لیں اور آپ لوگ مطمئن ہوئے تو اُس کے بعد further action لیا جائے گا۔

جناب اصغر خان ترین: جی شکریہ اسپیکر صاحب۔

وزیر یحکمہ پیک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا: جناب اسپیکر ایک منٹ یہ سوال اُس نے کیا ہے اُن کے سامنے جواب ہے۔ جواب اگر زراہ آپ خود ہی پڑھ لے یا وہ پڑھ لے۔ ہم نے دی ہوئی ہے۔ جہاں پر اعتراض ہے ہمیں بتا دیں بھائی۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: یہ میرے خیال سے ابھی ختم کرتے ہیں۔ ممنون ہے۔

جناب اصغر خان ترین: منسٹر صاحب آپ کیا کر رہے ہیں اوپر خدا کا خوف کرو۔ تھوڑا پڑھ کے آیا کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وقفہ سوالات ختم۔ توجہ دلاؤ نوٹس۔ جناب شاء بلوج صاحب رکن صوبائی اسمبلی آپ اپنا نوٹس پیش کریں۔

جناب شاء اللہ بلوج: شکریہ جناب اسپیکر۔ میں وزیر یحکمہ تعلیم کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ کرونا کی وجہ سے صوبے کے تمام تعلیمی ادارے کھولنے، testing services کے نتائج یعنی جو کامیاب اساتذہ کے لیے PTSC کا جواہا تھا اُن کی training اور تعلیم سے متعلق درپیش مسائل کے بارے میں محکمہ تعلیم نے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں۔ چونکہ اسکولوں کی بندرش والدین اور بچوں میں شدید پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی چونکہ وزیر تعلیم آج نہیں آیا ہے تو آپ کا یہ توجہ دلاؤ نوٹس 12 تاریخ کے لیے defer کیا جاتا ہے۔ سیکریٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

طاہر شاہ کا کڑ (سیکریٹری اسمبلی): سردار محمد صالح بھوتانی صاحب نے مطلعہ فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر ہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی: نواب زادہ طارق مگسی نے مطلعہ فرمایا ہے کہ کوئی نہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست

میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسsemblی: میر عمر خان جمالی صاحب نے مطلعہ فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسsemblی: میر ظہور احمد بلیدی صاحب نے مطلعہ فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج اور 12 اگست کی نشتوں میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسsemblی: ملک نعیم بازی صاحب نے مطلعہ فرمایا ہے کہ ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسsemblی: سردار مسعود احمد خان لومنی صاحب نے مطلعہ فرمایا ہے کہ کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسsemblی: نواب ذا دہ گہر ام بکٹی صاحب نے مجھی مصروفیات کی بنا آج کی نشست میں رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسsemblی: میرزا بدعلی رکنی صاحب نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسsemblی: حاجی عبدالواحد صدیقی صاحب نے ناسازی طبیعت کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسsemblی: محترمہ ذینت شاہومنی صاحبہ نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت

منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

سیکریٹری اسمبلی: محترمہ لیلہ ترین صاحبہ نے کوئی سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟۔ رخصت منظور ہوئی۔

جناب محمد اکبر مینگل کی جانب سے تحریک التواء نمبر 2 موصول ہوئی ہے۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 751 کے تحت تحریک التواء نمبر 2 پڑھ کر سانتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 18 جولائی 2020ء کو شام چار بجے کے قریب وڈھ بازار ضلع خضدار میں ممتاز ہندوتا جننا نک رام چند کو نامعلوم مسلح افراد نے فائزگ کر کے قتل کر دیا۔ اخباری تراشہ مسلک ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کے امن و امان کے دعویٰ بے بنیاد ہے۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لاایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا تحریک التواء نمبر 2 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے؟۔ جوار اکین تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی نشتوں پر کھڑے ہو جائیں۔ تحریک کو قاعدہ نمبر 752 کے تحت مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہو گئی ہے لہذا جناب محمد اکبر مینگل صاحب آپ اپنی تحریک التواء نمبر 2 پیش کرے۔

میر محمد اکبر مینگل: میں اسمبلی قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی مجریہ 1974ء قاعدہ نمبر 70 کے تحت زیل تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ مورخہ 18 جولائی 2020ء کو شام چار بجے کے قریب وڈھ بازار ضلع خضدار میں ممتاز ہندوتا جننا نک رام چند کو نامعلوم مسلح افراد نے فائزگ کر کے قتل کر دیا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت کے امن و امان کے دعوے بے بنیاد ہیں۔ لہذا اسمبلی کی آج کی کارروائی روک کر اس اہم اور فوری عوامی نوعیت کے حامل مسئلے کو زیر بحث لاایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک التواء نمبر 2 پیش ہوئی۔ لہذا تحریک التواء نمبر 2 کو مورخہ 12 اگست 2020ء کی نشست میں بحث کے لیے منظور کیا جاتا ہے۔

ایوان کی کارروائی۔ اس سے پیش کر میں جناب اختر حسین لانگو، چیئر مین پیلک اکاؤنٹس کمیٹی! آڈٹر پورٹ برائے سال 2017-18 پیلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ پیش کرنے کی دعوت دوں۔ آپ تمام معاشر اکین کی خدمت میں عرض ہے کہ جب سے بلوچستان اسمبلی کا قیام عمل میں لایا گیا اس تاریخ سے لے کر آج تک

بلوچستان اسمبلی کی تاریخ میں regular public accounts committee نے اپنی رپورٹ اسمبلی میں پیش نہیں کی ہے۔ لیکن مجھے یہ بات بتا کر بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ آج آڈٹ رپورٹ برائے سال 2017-18 پر public accounts committee اپنی سالانہ رپورٹ پیش کرنے جا رہی ہے۔ یہ سب جناب اختر حسین لاڳوچیر میں پلک اکاؤنٹس کمیٹی اور معزز اراکین پلک اکاؤنٹس کمیٹی اور پلک اکاؤنٹس کمیٹی کے section میں کام کرنے والے تمام افسران اور اہلکاران کی خصوصی دلچسپی و انتحک مسلسل محنت کی بدلت ممکن ہوا۔ اور میں یہ موقع رکھتا ہوں کہ مستقبل میں بھی پلک اکاؤنٹس کمیٹی اسی خوشی و جذبے کے ساتھ اپنا کام جاری رکھیں گی۔

جناب اختر حسین لاڳوچیر میں پلک اکاؤنٹس کمیٹی بلوچستان صوبائی اسمبلی، قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ 162 کے تحت آڈٹ رپورٹ برائے سال 2017-18 پر پلک اکاؤنٹس کمیٹی کی روپورٹ کی بابت تحریک پیش کریں۔

میرا ختر حسین لاڳو: جناب اسپیکر پہلے ہم اس کی date کے توسعے کے لیے میں ایک تحریک پیش کرتا ہوں۔ میں اختر حسین لاڳوچیر میں پلک اکاؤنٹس کمیٹی بلوچستان صوبائی اسمبلی، قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے قاعدہ نمبر 162 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ آڈٹ رپورٹ برائے سال 2017-18 پر پلک اکاؤنٹس کمیٹی کی روپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 10 اگست 2020ء تک توسعے کی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آڈٹ رپورٹ برائے سال 2017-18 پر پلک اکاؤنٹس کمیٹی کی روپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 10 اگست 2020ء تک توسعے کی منظوری دی جائے؟ ہاں یانا میں جواب دیں۔ تحریک منظور ہوئی۔ آڈٹ رپورٹ برائے سال 2017-18 پر پلک اکاؤنٹس کمیٹی کی روپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 10 اگست 2020ء تک توسعے کی منظوری دی جاتی ہے۔

جناب اختر حسین لاڳو صاحب چیر میں پلک اکاؤنٹس کمیٹی بلوچستان صوبائی اسمبلی، قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 162 کے تحت آڈٹ رپورٹ برائے سال 2017-18 پر پلک اکاؤنٹس کمیٹی کی روپورٹ پیش کریں۔

میرا ختر حسین لاڳو: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ میں اختر حسین لاڳو صاحب چیر میں پلک اکاؤنٹس کمیٹی بلوچستان صوبائی اسمبلی، قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی کے مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 162 کے تحت آڈٹ رپورٹ برائے سال 2017-18ء پر پلک اکاؤنٹس کمیٹی کی روپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آڈٹر رپورٹ برائے سال 2017-18 پر پلک اکاؤنٹس کمیٹی کی رپورٹ پیش ہوئی۔

میرا خنزیر حسین لانگو: جناب اسپیکر اجازت ہے اگر اس میں میں دو لفظ کہوں کیونکہ یہ بلوچستان اسمبلی کی پہلی آڈٹر رپورٹ ہے جو regular آڈٹر رپورٹ جو اس اسمبلی میں table ہو رہا ہے۔ جناب اسپیکر اس آڈٹر رپورٹ کو بناتے ہوئے اور اس ایک سال کی جو آڈٹر رپورٹ ہے اس پر جتنے دوستوں کی محنت شامل ہے ان کا آپ کی توسط سے اس فلور پر میں آج شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ یہ صرف چیئرمین کے اکیلے کی بس کی بات نہیں تھی۔ اس میں ہمارے جو کمیٹی کے ممبران ہیں جس میں ملک نصیر احمد شاہ وہانی صاحب ہے، ثناء اللہ صاحب ہے، ہمارے مرحوم بزرگ جو ہمارے ممبر تھے فضل آغا صاحب، وہ specifically حکومتی benches کی طرف سے زمرک خان اچنزری صاحب ہے، عبدالخالق ہزارہ صاحب ہے، اسد بلوج صاحب ہے، سردار یار محمد رند صاحب نے ہماری میٹنگوں شرکت کی، ظہور احمد بلیدی وہ اکثر ہمارے meetings میں آتے رہے ہیں اور regular basis پر آتے رہے ہیں۔ نصراللہ زیرے صاحب جو ہمارے انتہائی regular basis ممبران میں سے تھے، حاجی زايد علی رکنی صاحب۔ ان تمام ممبران کی خصوصی وجہی کوششوں اور کاوشوں کے بغیر یہ شاید ممکن ہی نہ ہوتا کہ آج ہم یہ رپورٹ اس اسمبلی میں table کرتے۔ اور جناب اسپیکر اس ایوان کی توسط سے میری آپ سے آپ personal request بھی ہے کہ PSC کی اسٹاف کچھ ذیادہ نہیں ہے 7,8 کے قریب ہمارے اسٹاف ممبران ہیں اُن کی دن رات کی محنت اور کاوشوں پورا ایک سال وہ اس کمیٹی کی رپورٹ کو بنانے اور اس کمیٹی کی کارروائی کو چلانے میں اُن کی انتحک محنت بھی اس میں شامل ہے، میری آپ سے ایک personal request ہے کہ بجٹ بناتے ہوئے ہم honorarium جو فناں ڈیپارٹمنٹ یا جو اس بجٹ کے procedure کے ساتھ ہوتے ہیں اُن کا مہینہ ڈیڑھ میینے کی خواری ہوتی ہے لیکن ان 7,8 بندوں نے پورا سال ہمارے ساتھ محنت کر کے اس رپورٹ کو table کرنے میں اُن کا ایک بہت بڑا عمل ڈھل بھی ہیں۔ اُن کے لیے بھی اگر اسمبلی کی طرف سے اگر کوئی اس طرح کا اعزاز یہ مقرر کیا جائے تاکہ وہ مزید اس عمل میں شامل ہو اور مزید اپنی کارکردگی بہتر بنائیں۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں تمام معزز ممبران پلک اکاؤنٹس کمیٹی کا اور پلک اکاؤنٹس کمیٹی کے اسٹاف کا خصوصہ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آج ہم اس بات پر کامیاب ہوئے کہ بلوچستان کی تاریخ کا پہلا رپورٹ ہم اسمبلی میں table کر رہے ہیں۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ اخنزیر حسین لانگو صاحب۔ مجلس قائمہ کی رپورٹس کا ایوان میں پیش کیا جانا۔

جناب چیئرمین مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ، بلوچستان ڈیپارٹمنٹ اتحاری (بی ڈی اے)، گواہر ڈیپارٹمنٹ

اتحاری (جی ڈی اے)، بی سی ڈی اے اور شہری منصوبہ بندی و ترقیات بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون نمبر 18 (مسودہ قانون نمبر 18 مصروفہ 2019ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

جناب قادر علی نائل: میں قادر علی نائل چیئرمین مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ، بلوچستان ڈیولپمنٹ اتحاری (بی ڈی اے)، گوادر ڈیولپمنٹ اتحاری (جی ڈی اے)، بی سی ڈی اے اور شہری منصوبہ بندی و ترقیات تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون نمبر 18 (مسودہ قانون نمبر 18 مصروفہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 10 اگست 2020ء تک توسعی کی منظوری دی جائے۔

جناب ڈپٹی اسمبلیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون نمبر 18 (مسودہ قانون نمبر 18 مصروفہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 10 اگست 2020ء تک توسعی کی منظوری دی جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون نمبر 18 (مسودہ قانون نمبر 18 مصروفہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں آج مورخہ 10 اگست 2020ء تک توسعی کی منظوری دی جاتی ہے۔

چیئرمین مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ، بلوچستان ڈیولپمنٹ اتحاری (بی ڈی اے)، گوادر ڈیولپمنٹ اتحاری (جی ڈی اے)، بی سی ڈی اے اور شہری منصوبہ بندی و ترقیات! بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون نمبر 18 (مسودہ قانون نمبر 18 مصروفہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کریں۔

جناب قادر علی نائل: میں چیئرمین مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ، بلوچستان ڈیولپمنٹ اتحاری (بی ڈی اے)، گوادر ڈیولپمنٹ اتحاری (جی ڈی اے)، بی سی ڈی اے اور شہری منصوبہ بندی و ترقیات، بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون نمبر 18 (مسودہ قانون نمبر 18 مصروفہ 2019ء) کی بابت مجلس کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسمبلیکر: رپورٹ پیش ہوئی۔ وزیر برائے شہری منصوبہ بندی و ترقیات بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون نمبر 18 (مسودہ قانون نمبر 18 مصروفہ 2019ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

محترمہ بشری رند (پارلیمانی سیکرٹری برائے شہری منصوبہ بندی و ترقیات): میں بشری رند پارلیمانی سیکرٹری

برائے شہری منصوبہ بندی و ترقیات تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون مصدر (2019ء مسودہ قانون نمبر 18 مصدر 2019ء) کو کمیٹی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ہاؤسنگ شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون مصدر 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدر 2019ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جائے؟
- جی نواب صاحب!

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: جناب اسپیکر august house یا گرمیرے پڑھنے میں آتا ہے یہ sanitizer expire ہوا ہے۔

جناب اسپیکر: کیا ہے نواب صاحب!

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: expire ہے۔

جناب اسپیکر: اسمبلی دیر سے شروع ہوا ہے PDMA تاریخ کیوں لگاتا ہے۔

نواب محمد اسلم خان رئیسانی: نہیں نہیں اس طرح تو 15 نہیں اس طرح تو آپ 12 سال تک۔۔۔

جناب اسپیکر: manufacture والا date ہے۔ دیکھو آیا زیر غور لایا جائے؟۔ جو اس کے حق میں ہیں وہ ہاتھ کھڑا کریں۔ پورا ہے۔ اس کا فیصلہ گورنمنٹ کر لے گا۔ نواب صاحب نے بتا دیا وہ گورنمنٹ دیکھ لے گا۔ PDMA صاحب دیکھ لیں۔ تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدر 2019ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب فی الفور زیر غور لایا جاتا ہے۔

وزیر برائے شہری و منصوبہ بندی و ترقیات! بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدر 2019ء) کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ شہری منصوبہ بندی و ترقیات: میں بشری رند پارلیمانی سیکرٹری برائے شہری منصوبہ بندی و ترقیات تحریک پیش کرتی ہوں کہ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدر 2019ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدر 2019ء) کو کمیٹی کی سفارشات کے بموجب منظور کیا جائے؟۔

ہاں جو کچھ ہے وہ ہے کمیٹی۔ کمیٹی کے through آیا ہے تحریک منظور ہوئی۔ وہ پڑھنے کے لیے time نہیں حاجی صاحب شادی سے رک جائے۔

تحریک منظور ہوئی۔ بلوچستان ہاؤسنگ و شہری منصوبہ بندی کا مسودہ قانون مصدرہ 2019ء (مسودہ قانون نمبر 18 مصدرہ 2019ء) کو کمیٹی کے سفارشات کے بموجب منظور کیا جاتا ہے۔

مورخہ 07 اگست 2020ء کی نشست پر باضابطہ شدہ تحریک التواء نمبر 1 پر بحثیت مجموعی عام بحث۔ بحث کون شروع کرے گا؟۔

نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر یہ تحریک التواء میں نے پیش کی تھی محرکہ میں تھا اب آپ کے پاس صرف 5 منٹ ہیں اُس کے بعد نماز کا وفقة کریں گے آذان ہوگی۔

جناب اسپیکر: نہیں کریں گے جس نے نماز پڑھنی ہے پڑھ لیں۔ واپس آجائیں۔ چلو نماز پڑھنے کے بعد نہیں۔ ہاں ٹھیک ہے 3 منٹ کا وفقة کریں گے۔

نصراللہ خان زیریے: 10 منٹ کا وفقة کر دیں نماز کے لیے نہیں آدھا گھنٹہ بہت زیادہ ہے۔

جناب اسپیکر: تھوڑی بات کر لیں بعد میں کر لیں گے نہ 10 منٹ میں دو تین نہادیں گے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: نہیں 10 منٹ نہیں جناب اسپیکر ابھی 4 منٹ ہیں۔

نواب محمد اسلم خان ریسیسانی: جناب اسپیکر! بات کی جارہی ہے کہ دہشت گردوں نے فائرنگ کی۔ ایک بات ہم سب کو اپنے ذہن میں مضبوطی کے ساتھ رکھنی چاہئے کہ ہمارے یادداشت کرنے کمزور ہیں۔ یہی افغان جس دن ہماری بقاء کی جنگ لڑ رہے تھے۔ جس دن ہمارے لیے قربانیاں دے رہے تھے اس دن وہ مجاہد اور طالبان تھے آج ہم ان سے بیزاری کا اظہار کر رہے ہیں۔ آج وہ دہشت گرد بن گئے ہیں۔ یہ دوہر امعیار ہے اس دوہرے معیار کو نہیں ہونا چاہئے۔ جب مجاہدین تھے تو زندہ باد اور مردہ باد ابھی یہ ہمارے قندھاری بھائی دہشت گرد ہیں۔ نہیں کوئی دہشت گرد نہیں ہے ہمارے بھائی ہیں۔

نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! ایک تو چونکہ law and order کے، پولیس کا ہونا چاہئے تھے۔ G اصحاب کو آج ہونا چاہئے تھا۔

جناب اسپیکر: ابھی نماز پڑھنے کے ہوں گے وہ ادھر ہی تھے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: DIG صاحب اور home secretary کو آپ call کریں وہ

آجائیں کیونکہ debate ہے اس پر law and order پر بحث ہو گی۔ overall بہت بڑا issue ہے۔ آپ ان تمام آفیسر ان جو ہیں ان کو آپ کا ل کریں بھیت اپنیکر۔

جناب اپنیکر: home minister صاحب موجود ہیں باقی سکرٹری صاحب! آپ سکرٹری home کو کا ل کریں۔

نصراللہ خان زیرے: جناب اپنیکر! ویسے ہونا چاہئے gallery ہے آج بحث ہے امن و امان پر اتنا بڑا ایشو ہے۔ نہیں وزیر داخلہ صاحب ہیں ابھی 15 منٹ کا وقفہ ہوا ہے۔

جناب اپنیکر: کیا بات ہے دنیش کمار۔ چلو آدھے گھنٹے کے لئے نماز کا وقفہ کرتے ہیں۔ کوئی وضو بنائے گا آگے پیچھے واپس آدھے گھنٹے کا۔

(07:30) پر نماز مغرب کا وقفہ کیا گیا۔)

جناب اپنیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپنیکر! میں چمن کے شہداء کو سرخ سلام پیش کرتا ہوں اور انھیں خراج عقیدت پیش کرتا ہوں۔ جناب اپنیکر! چمن کا مسئلہ ایک ایسا issue ہے کہ اس سے آج نہ صرف اس صوبے کے تمام عوام بلکہ ملک کے تمام لوگ اس سے شدید متاثر ہیں۔ ہمارے حکمران اس بات کو سمجھنے سے قاصر ہیں کہ چمن کا جو تجارتی راستہ ہے یا overall durand line پر جو صورتحال ہماری عوام کو درپیش ہے وہ صورتحال ایک لمحاظ سے ہمارے عوام کا معاشی قتل عام ہو رہا ہے۔ جناب اپنیکر آپ دیکھ رہے ہیں کہ چ پارٹیاں بھاگ رہی ہیں۔ چمن کے عوام کو میں بتانا چاہتا ہوں۔

جناب اپنیکر: جی ایک منٹ۔ کورم کو پورا کریں۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔
(اس مرحلہ میں کورم کی گھنٹیاں بجائے گئیں)۔

جناب اپنیکر: جی زیرے صاحب۔

جناب نصراللہ خان زیرے: جناب اپنیکر! حکومت پاکستان نے اعلان کیا کہ وہ 29 اور 30 جولائی کو جو تجارتی راستہ ہو گا وہ دو دن کے لیے جذبہ خیر سکالی کے طور پر ہم کھول دیں گے، لوگ آگئے، ہزاروں لوگ جمع ہو گئے جناب اپنیکر، خواتین آگئیں۔ بچے اس میں شامل تھے، لوگ جب آگئے تو فوراً کسی کا حکم آیا کہ یہ دروازہ بند کر دو، وہاں خواتین تھیں۔ بچے تھے، 42 سینٹی گریڈ وہاں گرمی تھی۔ کھلے آسمان تسلی وہاں لوگ تھے۔ اس میں پہلے ایک بچے کی death ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے یقیناً وہاں ہل چل ہوئی، اور اس کے بعد یہ سب کچھ سو شل

میڈیا پر موجود ہے۔ کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی ہے، سول میڈیا پر سب کچھ موجود ہے کہ وہاں firing کا سلسلہ FC نے شروع کیا۔ اور پھر بیناہ اور لائق معموم شہریوں کو نشانہ بنایا گیا۔ اُس دن آپ نے دیکھا کہ ایک خاتون کی شہادت ہوتی ہے اور باقی 6 لوگ وہاں شہید ہوتے ہیں۔ پندرہ میں سے زائد لوگ وہاں پر زخمی ہوتے ہیں۔ پھر 31 جولائی کو حکومتی کمیٹی جاتی ہے اور حکومتی کمیٹی لوگوں کو یقین دلاتی ہے کہ آپ کے جو بھی مطالبات ہیں، وہ مطالبات حکومت تسلیم کرے گی، Judicial Commission نے اس کے بعد 2 مارچ کی حالت کے مطابق تجارتی راستہ کھولا جائے گا۔ پھر جو شہداء ہوئے ہیں ان کے قاتلوں کو گرفتار کیا جائے گا FIR کاٹی جائے گی۔ لیکن جناب اسپیکر آج گیارہواں دن ہے حکومت نے نال کوئی Notification کیا۔ Judicial Commission نے اس کے خلاف چمن کے لوگوں کے خلاف قتل کی FIR کاٹی گئی۔ ایک دفعہ مارتے شہید ہوئے حکومت نے FIR اُن کے خلاف کاٹی ہے، اتنا ظلم تو شائن اسرائیل میں بھی نہیں ہوا ہو گا جتنا ظلم یہاں حکومت کر رہی ہے۔ اگر اُس دن ہماری بات مانی جاتی تو آج یہ 30 جولائی والا دن ہمیں دیکھنا ہے۔ آج پھر مال روڈ پر یہ دھماکہ ہوا اور ابھی تک کی اطلاعات کے مطابق کوئی 8 وہاں کے شہری اُس دھماکے میں شہید ہو گئے ہیں جناب اسپیکر۔ اب ایک جانب اندیسا کے ساتھ جو خود یہ کہہ رہا ہے ہمارا دشمن نمبر 1 ہے۔ اُن کے ساتھ کرتار پور اہم اری بنائی جاتی ہے اور اُس کے لیے 16 ارب روپے اُس سے بھی زیادہ بغیر منظوری کے وہ کام ہو جاتا ہے کیونکہ عجیب سی صورتحال ہے اور یہاں ایک مسلمان ریاست، ایک افغان، ایک پشتون، ایک زبان، ایک ثقافت اُن کے ساتھ دشمنی۔ میں نہیں سمجھ رہا اگر ہمارے حکمرانوں کو عقل ہوتی تو وہ ڈاکٹر اقبال کا وہ فلسفہ تو یاد کریں کہ انہوں نے اس افغانستان کے متعلق انہوں نے کیا کہا تھا۔ جناب اسپیکر! وہ کہتے ہیں کہ محبت مجھے اُن جوانوں سے ہے ستاروں پر ڈالتے ہیں کمند۔ جناب اسپیکر! ہمارے حکمران یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کا خواب انہوں نے دیکھا تھا۔ اُن کی بات بھی ہمارے حکمران تسلیم نہیں کر رہے ہے۔ اور افغانستان کو ایک دشمن مملکت کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے۔ جو میں کہہ رہا ہوں کہ یہ غلط بات ہے۔ آج جب ہم اس موجودہ صورتحال پر بات کر رہے ہیں تو چمن میں بہت alarming situation ہے جناب اسپیکر۔ یہ پورے چمن میں نہیں ہے آپ پورے علاقوں میں اٹھائیں یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہزاروں لوگوں کا معاشی قتل عام کریں؟۔ وہاں پر لوگ اب فاقوں پر مجبور ہیں۔ ہزاروں لوگ جو اس کاروبار سے وابستہ تھے آج ان کا کاروبار ٹھپ ہو کے رہ گیا ہے۔ اور آپ کو یہ بھی پتہ تھا، میں یہ کہہ رہا ہوں ہمارے دوست اس بات کی تصدیق بھی کریں گے کہ ایک جانب راستہ بند ہے اور

اطراف میں دس دس ہزار روپے پر ایک بندے کو اس کی سمجھنگ ہو رہی ہے۔ جناب اسپیکر یہ حکومت ہے یہ ہمارے ادارے ایک جانب پورا بند ہے اور وہاں سے سائیڈوں سے لوگوں کو سمجھنگ کے ذریعے وہاں پر لوگوں کو لارہے ہیں۔ ایک دن میں 700 لوگوں کو لایا جاتا ہے۔ ابھی آپ خود گن لیں۔ ہر ایک بندے سے دس ہزار روپے لیا جائے تو یہ لاکھوں کروڑوں روپے بنتے ہیں۔ یہ پورا دھنہ جاری ہے۔ جناب اسپیکر! یہ پیسے کہاں جاتے ہیں؟۔ دن کے جو کروڑوں روپے کمائے جاتے ہیں اور یہاں پر عوام پر سارے دروازے بند ہیں۔ یہ میں سمجھتا ہوں جناب اسپیکر! کسی پارٹی کا نہیں ہے یہ تمام عوام کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلے کو ہم بغیر اس کے اٹھانا چاہیے تاکہ ہم چن کے عوام کو یہ ریلیف دے سکیں۔ میں جناب اسپیکر! آج کے اس موضوع پر میں اتنا کہوں گا کہ حکومت یہاں بیٹھے ہوئے وزیر داخلہ صاحب بھی ہیں یا اس کمیٹی کے چیئرمین بھی تھے وہ چن بھی دو مرتبہ گئے ہیں اور اس حکومت کو فوری طور پر جو تجارتی راستہ ہے اس کو 2 مارچ کی جو حالت تھی اس کے مطابق اس تجارتی راستے کو کھول دیں۔ اور چن لوگوں نے جناب اسپیکر جب ماذل ٹاؤن میں واقعہ ہوتا ہے وہاں پر بندے مرتے ہیں تو وزیر اعظم کے خلاف FIR چاک ہوتی ہے۔ اور آپ نے کیوں FIR چاک نہیں کیا جنہوں نے فائزگ کی جو سو شمل میڈیا پر آ رہا ہے۔ نہیں یہ قانون جناب اسپیکر! آپ اس آئین کی بات کرتے ہیں یہ آئین میں لکھا ہوا ہے کہ سب شہری برابر ہیں یا نہیں؟۔ جناب اسپیکر کیوں خاص لوگوں کو رعایت دی جاتی ہے ان کے خلاف FIR کیوں نہیں کاٹی جاتی ہے؟۔ انہوں نے فائزگ کی ہے کس کی اجازت سے فائزگ کی ہے؟۔ کیوں بے گناہ لوگوں کو مارا ہے؟۔ یہ ریاست یہ آئین ہمیں دفاع کا حق دے رہا ہے۔ اس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے کہ آپ نے فائزگ کی ہے آپ کے خلاف FIR ہو گا۔ آپ گرفتار ہو گئے۔ جو بھی ہو جتنا بھی بڑا شخص ہو کیوں نہ ہوا FIR ان کے خلاف؟۔ ہم کیوں ڈرتے ہیں؟۔ جناب اسپیکر! ہمارے وزراء کیوں اس بات سے دور رہتے ہیں کہ نہیں یہ تو غلط فتحی میں واقعہ ہوا۔ کوئی غلط فتحی میں نہیں ہوا، قصد افائزگ کی گئی۔ جناب اسپیکر دوسرا یہ ہے FIR ہوان کے خلاف، جو ڈیشل کمیشن ہو ہائی کورٹ کے معزز نجح صاحبان کی سربراہی میں تمام واقعات کی تحقیقات کریں۔ اور جناب اسپیکر جو لوگ شہید ہوئے ہیں ان کیلئے پورا جو قانون ہے۔ اس سے زیادہ ان کو معاوضہ ملنا چاہیے۔ جناب اسپیکر نہیں ہونا چاہیے۔ دیکھو یہ لوگ آتے جاتے ہیں یہ ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ان لوگوں پر پابندی لگائیں۔ کس نے پابندی لگائی آج تک مجھے بتائیں جناب اسپیکر یہ ہو نہیں سکتا۔ جناب اسپیکر! میں آپ سے گزارش کرتا ہوں آپ عوام کے ہمارے اپوزیشن کے آپ Custodian ہو آپ ہمارے محافظ ہو اس ہاؤس کے آپ محافظ ہو۔ جناب اسپیکر آج میں آپ سے توقع رکھوں گا کہ آپ Chair رولنگ

پاس کریا گیا یہ جو چن کے عوام کے بحق مطالبات میرے سامنے ہیں ان کو پتہ بھی ہے ان مطالبات کو اس پر آپ روئنگ دیدیں حکومت کو کہ یہ مطالبات کو آپ تسلیم کریں۔ جناب اسپیکر یہ آپ کا حق بن رہا ہے آپ کے پاس قانون ہے یہ آپ کر سکتے ہو کہ چن کا بارڈر فوری طور پر یہ تجارتی راستہ کھولا جائے آپ حکم جاری کریں۔

جناب اسپیکر: اسپیکر حکم جاری نہیں کرتا ہے۔ تحریک ہے تحریک منظور کرنا پڑتا ہے۔

جناب نصراللہ خان زیریے: جی جناب اسپیکر آپ جو ڈیشل کمیشن بنا میں جناب اسپیکر آپ ان لوگوں کے خلاف FIR چاک کرنے کا آپ یہاں پر آج روئنگ دیدیں میں کہتا ہوں یہ نہ ہو کہ آپ کچھ لوگوں کے وہ کیا کسی نے خوب کہا ہے کہ کسی کا حکم ہے کہ ساری ہوا میں۔۔۔ (مداخلت)۔

جناب اسپیکر: آپ conclude کریں ابھی آذان بھی ہو رہی ہے۔

(خاموشی۔ آذان عشاء)

جناب نصراللہ خان زیریے: جناب اسپیکر! میں دو منٹ۔ ایک تو یہ ہے کہ جو مطالبات چن کے عوام کے ہیں جو حکومت تک پہنچ گئی ہے ان میں دوسرا جو سب سے اہم نقطہ ہے جناب اسپیکر جس طرح ثناء صاحب نے پہلے کہا تھا، کہ یہ جب کوئی سے ثواب جاری ہے تھے کتنی مرتبہ انہیں روکا گیا اسی طرح جب آپ چن سے کوئی آئیں گے کتنے چیک پوسٹوں پر کتنی تزلیل ہوتی ہے جناب اسپیکر ابھی اجلاس کے بعد آپ ایک تکلیف کر لے آپ بلیلی چیک پرجائے وہاں سے آپ ایسے کسی گاڑی میں جائے بغیر پروٹوکول کے انشاء اللہ آپ دو گھنٹے کے بعد آپ بلیلی چیک پوسٹ کراس کریں گے۔ یہ پوسٹیں یہ صورتحال یہ تزلیل یہ ختم ہونی چاہیے جناب اسپیکر۔ اور یہ ایک جمہوریہ ملک ہے پاکستان میں اس آئین کی بالادستی ہونی چاہیے نہ کہ کسی خاص لوگوں کی کسی کا حکم ہے کہ ساری ہوا میں ہمیشہ چلنے سے پہلے بتا میں کہ ان کی صرف کیا ہے کہ درجہ جاری ہی ہے ہواں کو یہ بھی بتانا ہو گا جب چلیں گی تو کیا رفتار ہو گی کسی کا حکم ہے، کسی خاص لوگوں کا حکم ہے۔ دریا کی لہریں ذراء یہ سرکشی کم کر لیں۔ اپنی حد میں رہیں۔ تیرے ابھرنا پھر بکھرنا اور بھر کے پھر ابھرنا۔ غلط ہے ان کا یہ ہنگامہ کرنا، اگر لہریں کو ہے دریا میں رہنا تو ان کو ہو گا چپ چاپ بہنا۔ کسی کو یہ کیسے بتا میں جناب اسپیکر یہ ہوا میں اور لہریں کب کسی کا حکم منتی ہیں۔ ہوا میں حاکموں کی مٹھیوں میں ہتھکڑی میں قید خانوں میں نہیں آتی یہ لہریں جناب اسپیکر وزیر صاحب ذراء نہیں۔ جناب اسپیکر دور ہتھے ہیں ختم کرتا ہوں۔ ہوا میں حاکموں کی مٹھیوں میں ہتھکڑی میں قید خانوں میں نہیں آتی۔ یہ رہے ڑک جاتی ہیں تو دریا کتنا بھی ہو پر سکون و بے تاب ہوتا ہے۔ بے تاب کا اگلا قدم سیالاں ہوتا ہے اور سیالاں کا اگلا قدم انقلاب ہوتا ہے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔ بڑی مہربانی۔ جو اس topic پر بات کرنا چاہتا ہے اپنا نام بھیج دیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ ابھی تحریک پر بحث ہے اس میں کوئی رونگ نہیں آیا گا اب تحریک کو پاس کریں پھر دیکھتے ہیں دوسرا یہ ہے کہ نواب اسلام ریسائی صاحب نے کہا کہ XXX میرے خیال میں اس بات کو حذف کیا جائے کارروائی سے، کیونکہ یہ پاکستان کا فوج ہے XXXXX۔ جی زمرک خان صاحب۔ اس کے بعد ہوم منٹر صاحب۔

وزیر ملکہ زراعت و کوآپریٹوں: شکریہ جناب اسپیکر صاحب ایک جو ہے اپوزیشن سے میں ذرا صورتحال پر بات کر رونگا پورا آپ کے چن بارڈ کیونکہ میں خود قلعہ عبداللہ سے تعلق رکھتا ہوں اور میں اس مسئلے کا خود ایک حصہ ہوں اور چمن بھی کیا تھا ہماری کمیٹی بھی بتی تھی اس میں ذرا پائچ سے دس منٹ اسپیکر صاحب آپ کے لونگا ☆ بحکم جناب اسپیکر XXXXXXXXXXXXXXXX غیر پارلیمانی الفاظ حذف کر دینے گئے۔
 بیشک رکن میرے معزز ممبر نے اچھی سی شاعری بھی کی ایک اچھی سی جذباتی تقریر بھی ہم کرتے ہیں یہ تو Political workers کا کام یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنے مسائل کی نشاندہی تقریر کے ذریعے شعروشاوری کے ذریعے کوئی احتجاج کے ذریعے جلوس جلسے کے ذریعے کرتے ہیں پھر اس میں تھوڑی سی تاریخ کو بھی دیکھنی چاہیے انسان کو کہ آیا ان پارٹیوں کے کیا کیا تاریخ رہی ہے حالانکہ ہر پارٹی ایک اچھے منشور اور ایک اچھے آئین کیا تھے جو ہے اپنے ملک میں اپنے عوام کو وہ دیتے ہیں اور اس کی بنیاد پر یہ وونگ بھی ہوتے ہیں اس کے بنیاد پر ہم ممبرز بھی بنتے ہیں اس کی بنیاد پر ہم یہاں پر اسمبلی تک پہنچتے ہیں پھر وہ جو دور گزرتے ہیں وہ تاریخ کا حصہ نہیں ہے اگر پاکستان میں کوئی 1971 سے 1973 کا آئین بنا اور ایک جمہوریت کی لہر یہاں پر آئی اور مختلف ادوار میں ایک جنسی بھی لگی ہے مارشلا بھی لگی ہے پارٹیوں کی تاریخ بھی پڑی ہوئی ہے اور اس کو بھی دیکھنا چاہیے کہ جی انہوں نے کیا role ادا کیا ہے چاہیے وہ چمن کے بارے میں ہو چاہیے وہ واگہ کے بارے میں ہو چاہیے وہ تورخ کے بارے میں ہو چاہیے وہ ہمارے کمیں اور جو coastal areas ہیں جہاں پر ہمارے پانی کی سرحدیں مختلف ملکوں سے ملتی ہے اس کو بھی دیکھنا چاہیے ہمارے یہاں پر میرے بھی حکومت رہی ہے میں بھی اس حکومت کا 2008 میں حصہ رہا ہوں منشر رہا ہوں اور 2013 سے 2018 تک میں ایک اپوزیشن کا ایک ہی واحد ممبر یہاں پر رہا ہوں اور یہ مسئلے آج سے نہیں چل رہے ہیں یہ مسئلے کب سے چل رہے ہیں ان پارٹیوں کی جو تاریخ ہے جو آج اپوزیشن میں بیٹھ کے دھواں دار تقریریں کر کے اور اچھی سی تجاویز دے کے تو اپنی گورنمنٹ میں ان لوگوں کی تاریخ کو بھی دیکھنا کہ انہوں نے کیا کارکردگی کیا یہ جو تاریخ ہم دہراتے ہیں سوسو دو دو سال پر انی یا چار

سو سال پرانی ہم تاریخ دھراتے ہیں اپنے اکابرین کی جو ہے ہم قربانیوں کو دیکھ لیں اپنا اس تحریک کو چلاتے ہیں ایک تسلسل کے ساتھ ہم جاتے ہیں ان سے ہم سمجھتے ہیں انہوں نے جا کے پانچ سو سال پہلے اگر ہمارے احمد شاہ بابا نے ہمارے میر وائس نیکے نے ہمارے افغانوں نے جوڑا ایسا یہاں پڑھی ہے انگریزوں کے خلاف ہم نے جو تحریکیں چلائی ہے اس میں جو ہم نے قربانیاں دی ہیں ہمارا اکابرین مختلف اقوام میں مختلف وقتوں پر بہوں سے ٹارگٹ کلنگ سے اڑائے گئے ہیں نہیں ہے کہ نہیں دھرا یا گیا ہے میں آپ کو عوامی نیشنل پارٹی کا ایک ہی مثال دیتا ہوں جناب اپیکر 2008 سے 2013 تک ہمارے 966 کارکن جس میں ہمارے ایکم پیز جس میں ہمارے بیش رو جیسا جس میں ہمارے امیاں افتخار حسین جیسے یہاں پر ہمارے قاسم شہید ہے ایسے لوگ ہمارے شہید ہوئے ہیں۔ ہم نے مقابلہ کیا ہے چاہے ہم اپوزیشن میں بیٹھے تھے یا آج اگر ہم گورنمنٹ بیٹھے ہوئے ہے کیا آج ہم گورنمنٹ میں بیٹھ کے اس کری وزارت سنبھال کے آپ یہ سمجھیں گے کہ ہم چین کا مسئلہ بھول جائیں گے کیا ہم یہاں پر پشتون یا بلوچ ہو یا ہمارے سیپلہر ہزار جس کا بلوچستان سے تعلق ہو، ہم نے ہمیشہ ساحل و سائل کی بات کی ہے وہاں پر بیٹھ کے اور یہاں پر بیٹھ کے آج اسٹچ پر بھی یہ بات کرتا ہوں کہ بلوچستان کا مسئلہ صرف ایک بارڈر تک نہیں ہے یہاں پر ساحل و سائل کی بات کرنی چاہیے آج ہمارے جو بلوچستان اتنا پسمندہ ہے یہاں پر ہمارے ایک کروڑ آبادی۔ جناب اپیکر صاحب، ہم اس کو سنبھال سکتے ہیں یہ کوئی پایسی تھی، کوئی قانون سازی یہاں پر ہوئی ہے جو ہم دربار کی زندگی گزار رہے ہیں۔ میں ایک مثال دیا تھا کہ حاجی نصیر شاہو ای صاحب ہمارے ساتھ تھے، ہم چاہئے گئے تھے دوفیکٹر یا ایک ٹھاٹر کی اور ایک فروٹ کی فیکٹری کا ہم نے دورہ کیا ایک فیکٹری سے انہوں نے کہا ہم ڈریٹھ سوارب روپے سالانہ کماتے ہیں دوسرا فیکٹری سے ہم ڈھانی سوارب سالانہ کماتے ہیں یہاں پر ہم ایک فیکٹری بھی بنالے تو ہمارا یہ ڈلپمنٹ بجٹ تو سوارب ہے ہم اس سے پورا کر سکتے ہیں ہم ہمیشہ یہاں پر جنگیں لڑی ہیں اس لئے کہ اس حقوق کے لئے لڑی ہیں چین کا مسئلہ چین کے مسئلے پر سب سے پہلے ہماری تحریک التواء آئی تھی، ہم نے پہلے بھی کہا تھا کہ اس پر بحث ہوئی چاہیے اور ایک سیر حاصل بحث ہوئی چاہیے اور اس مسئلے کا کوئی حل نہ کنا چاہیے نہیں ہوا پھر یہاں پر ہمارے معزز آرکین نے انہوں تحریک التواء پیش کی ایک مسئلہ پیدا ہوا اس مسئلے کو آگے لیتے ہوئے ہم نے ایک مذاکراتی کمیٹی بنائی جس میں ہمار چیئر مین ہمارے ہوم منسٹر تھے اس میں ہمارا یام پی اے تھے اصغر خان اس میں نور محمد دمڑ صاحب تھے میں خلیجی تھا اور منظور کا کڑھا انہوں نے مذاکرات کئے ہیں عبد الخالق صاحب تھے یہ سارے گئے وہاں مذاکرات ہوئے اور انہوں نے ایک دھرنے بیٹھائے تھا دھرنہ بھی ایک نہیں تھے تین دھرنے وہاں پر بیٹھے ہوئے تھے ہر Political Party نے اپنے بٹھائے تھے

لغزی اتحاد نے اپنا بیجھایا تھا ایک مسئلہ چل رہا تھا اس مسئلے کی بنیاد پر وہاں تک پہنچا نہیں کہ ایک تصادم ہوا ہے تصادم میں یہ ہوا کہ کہی شہید ہوئے ان شہیدوں کے ساتھ ہماری ہمدردی ہے وہ شہید ہمارے اپنے شہید ہیں ہم ان کو اپنے شہید سمجھتے ہیں یہ ہمارے اس دھرتی کے شہید تھے وہاں پر جزوی خی ہوئے ہے وہ ہمارے خی ہیں لیکن ہم گئے پھر اس کے بعد میں اور ہوم منستر گئے ہم دونوں وہاں پر گئے ہم بیٹھے پوری کمیٹی جتنے بھی stakeholders تھے جناب اسپیکر صاحب چمن کے بشمول پشتو نخواپارٹی بشمول جمعیت بشمول دوسرے باب پارٹی مسلم لیگ ن پیپلز پارٹی اور جو labour جس کو ہم لغزی اتحاد کہتے ہیں Chamber of Commerce سب ہم بیٹھ گئے ہمارا متفقہ یہ فیصلہ ہوا کہ پہلا بار ڈرکھونا چاہیے بار ڈردوسرے کھول گیا تیرسا فیصلہ یہ تھا کہ جو لوگ خی ہوئے ہیں ان کو compensation مانا چاہیے ہم نے کہا کہ ہم یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہے ہم ان کو دیدیں گے جتنے بھی شہید ہوئے ہوئے ہیں جتنے بھی رخی ہوئے ہیں تیرسا ایف آئی آر، ایف آئی آر کی بنیاد پر یہ بات ہوئی ہم نے یہ بات کی کہ ایک کمیشن بننے گا جو ڈیش کمیشن انکوارٹری ٹیم بننے کی وجہ بھی اس میں مجرم پایا گیا اس کے خلاف سزا ہوگی یہی ایف آئی آر ہوتا ہے نال جس نے بھی اس مسئلے میں جو بھی involve ہوا چاہے وہ گورنمنٹ ہو چاہے وہ ادارے ہو چاہے وہ کوئی بھی ہو ہم نے کہا کہ ان کے خلاف ایکشن لیا جائے گا چاہے وہ ایف آئی آر سمجھیں یا ان کو جب سزا ملی گی تو وہ ایف آئی آر ہی ہو گیا انہوں نے کہا یہ بھی ٹھیک ہے اس پر ہمارے ساتھ agree ہوا جو پوٹیں ہیں جو ناجائز پوٹیں اگر وہ لوگ کہتے ہیں کہ جی ایک list ادیا گیا کہ جی یہ پوٹیں جو ہیں یہ چیک پوٹیں جو لگی ہوئی ہیں ہم نے کہا کوئی چیک پوٹیں بھائی نشاندہی کرلو ہم اس پر بحث کریں گے کہ آیا یہ ضروری ہے یا گیر ضروری ہے شاید میں کہتا ہوں یہ غیر ضروری ہو لیکن یہ گورنمنٹ آپ کو یہ مطمئن آپ کو کر دیں کہ جی یہ ضروری ہے تو پھر ہم ان کی نشاندہی کریں کہتے تھے یہ بھی ہم کریں گے یہ چار پانچ مطالبات پڑھوئے ہیں اور ایک مذکوراتی کمیٹی ایکھی میں اس کا بھی ممبر ہو گیا دوسری ایک کمیٹی بنی یہ ہمارے ہوم منستر صاحب اپنا conclude کریں گے اس پر وہ بات کریں گے دوسری کمیٹی بنی جس میں کل ہماری میئنگ ہو گئی جس میں ہم نے سات سے آٹھ ممبر لغزی اتحاد کے Chamber of Commerce کے دو بندے پشتو نخواپارٹی کے دو جمعیت کے دو اے این پی کے ہوئے ٹیپلز پارٹی کے ہوئے کل دو بجے ہماری میئنگ اس پر ہو گی اور یہ پورا جتنا بھی situation پیش آیا جو بھی حالات آئیے ہیں ہم ان کی جو ہے بالکل ایک طرفہ کارروائی نہیں کریں گے جناب اسپیکر صاحب میں اپنے ممبر صاحب اس کو کہون گا یہ میرا ضلع ہے جن جہارا ہے قلعہ عبداللہ ہمارا ہے چاہے آج دھماکے میں شہید ہوئے ہیں یہ بھی ہمارے بھائی ہیں ہم ان کے ساتھ ہمدردی رکھتے ہیں ان کے لئے

دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کو جنت الافردوں میں جگہ دیں اور یہ بھی دعا کرتے ہیں کہ جو زخمی ہوئے ہیں ان کی صحت یابی کے لئے دعا کرتے ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب یہ عملی کام ہوتے ہیں کچھ صرف تقریروں تک محدود ہوتے ہیں کچھ چیزیں ہم آگے جا کے اس کو ایک حد تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں یہاں پر نہیں ہوگا بارڈر، بارڈر پر میں نے اسپیکر صاحب میں خود میری والدہ جو ہے میں آج اس فلور پر کہتا ہوں وہ کندھار سے ہے میرے وہاں پر میرے گیارہ باغات ہیں افغانستان میں اور وہاں پر باغات میرے والدہ کے حصے میں آئے ہیں۔ ہماری وہاں رشتہ داریاں ہیں میری آدھی قوم افغانستان میں آباد ہے میری آدھی قوم یہاں پر آباد ہے ہر بارڈر آپ یہاں بلوج area سے لیکے آپ جیونی سے لیکے جتنے بھی ایران بارڈر افغانستان تک چلتے رہے پشتو نخوا تک یا جائے آپ پنجاب کا بارڈر لے لیں ساری قومیں ایسی آباد ہیں کہ ادھر بھی ہے ادھر بھی ہیں یہاں کچھ قانون ہوتے ہیں کچھ ضابطہ اخلاق ہوتا ہے ان کے تحت یہ فصلے ہوتے ہیں ان کو سامنے رکھ کے گورنمنٹ اپنے مسئلے اپنے مسائل خود جانتے ہیں اور ہم بیٹھ کے ان کے ساتھ اس کو طے کر سکتے ہیں کہ بھائی یہاں پر کیا طریقہ ہوگا یہاں لوگ جو آباد ہوئے ہیں یہ جو ہمارے تیس لاکھ لوگ ہمارے آئے تھے یہاں پر آباد ہوئے eighty سے وہ ابھی پچیس پچیس، تیس تیس، چالیس چالیس سال کے ہو گئے ان کی یہاں پر شادیاں ہوئی ہیں ان کے بچے ہیں میں آپ کو بتا دوں یہ سارے حقیقت ہے اور وہاں ان کا گھر ہے یہاں بھی ہے یہ جو ہیں یہاں پر تیس چالیس لاکھ لوگ جو آئے تھے جب پشتو نخوا اور بلوچستان اور پورے پاکستان میں میں ہم نے ان کو جگہ دی جو refugees کے نام سے ہم نے ان کو آباد کیا ان کا کیا بننے گا یہ تو پورا ایک سسٹم ہے اس سسٹم میں ہم لوگ بیٹھیں گے اور یہ وہ issues یہ وفاق سے جناب اسپیکر صاحب تعلق رکھتا ہے یہ وفاقی وزیر داخلہ صاحب سے میں خود ملا میں نے کہا دیکھو چن میں کیا ہے نہ کوئی فیکٹری ہے نہ کوئی باغ ہے نہ کوئی ایسا نہیں کہ کوئی ایگر لیکھ رہے ہے۔ یہ جو ہم لوگ کہتے چن کا انگور چن کا انار پاکستان میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ چن تو بہت ز خیز جگہ ہوگی میں نے کہا وہاں دہشت ہے وہاں بیانان ہے وہاں desert ہے ریگستان ہے صرف قندھار سے آتا ہے transit یہاں پر آتا ہے وہ ہے میں کہا کچھ بھی نہیں ہے ان لوگوں کا کاروبار یہی ہے ہم نے اپنے لوگوں کے کاروبار کے سوچنا ہے میں نے یہ بھی ان کو offer کی میں وزیر داخلہ کو کہا کہ اگر آپ بارڈر پر کچھ سختی کرتے ہو تو ان کو لوگوں کوئی اٹھ ہزار دس ہزار نو کریاں دیدو لیویز میں وہ لیویز میں قبول کریں گے ان کے بچے کو فاقہ سے مریں گے ان کے لئے کوئی راستہ بنائیں گے یہ ہماری گورنمنٹ top priority پر یہ چیزیں ہیں ہم صرف چن کے لئے نہیں پورے بلوچستان کے غریب عوام کے لئے یہ کر رہے ہیں کہ ان کو جو ہے اچھا روزگار دیدیں ان کو اچھی سی

اسکیمات دیدیں ان کی ترقی کریں یہ ہماری سوچ ہے فکر ہے آج ہم یہاں بیٹھے ہوئے ہیں بلوچستان کا عوام کل ہم سوال اٹھائے گا کہ جی آپ نے کیا کیا اس گورنمنٹ میں بیٹھ کے ہم چمن کے عوام کا مسئلہ انشاء اللہ بہت جلد اور بہت اچھے طریقے سے ان کو حل کرنے کی کوشش کریں گے کوشش ہماری ہوگی کام اللہ کرتا ہے اور ہماری یہ محنت ہوگی ہماری یہ کوشش ہوگی میں اس میں آپ کو بتا دوں جناب اپیکر صاحب کہ یہ جو واقعات ہوئے ہیں ویڈیو موجود ہیں ریکارڈ موجود ہیں سب کچھ موجود ہے سب اس کمیٹی کے سامنے رکھے جائیں گے کوئی ان سے انکار نہیں کریں گا کہ کون اس ملوث ہے جو بھی میرا بھائی بھی ملوث ہو گا میں کہتا ہوں اس کے ساتھ وہی روایہ ہونا چاہیے قانون کے مطابق ان کی سزا ہونی چاہیے اور بارڈر کا issue آپ ہمارے ساتھ جائیں ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں اپوزیشن کے تین چار ممبر زجا کے اسلام آباد میں بیٹھتے ہیں بات کرتے ہیں آپ یہی باتیں وہاں پر کر لیں کہ جی اس مسئلے کو کس طرح حل کریں گے ایک بارڈر نہیں ہے یہاں پر ہمارا پورا دوہزار کلو میٹر بارڈر ہے ایران اور افغانستان کو ملا کے ڈھانی ہزار کلو میٹر بارڈر بنتا ہے ہم نے پوری ایک اپنی تفصیلی رپورٹ دیکے ایک تفصیلی طریقے سے اپنے بارڈروں کا جو ہے حفاظت بھی کرنی ہے اور اس کا مسئلہ بھی حل کرنا ہے ہم نے نہیں کرنا ہے کہ ہم ایسے چھوڑ دیں کہ وہ کل کو کوئی ایسے مسئلے بنے میں بارڈر کی بندش کی خلاف ہوں میں بارڈر کے بندش کے حق میں نہیں ہوں لیکن یہ ہے کہ وہاں پر تصادم نہیں ہونی چاہیے۔ جناب اپیکر صاحب شہداء ہوئے ہیں شہداء کے ساتھ جوان دوجوان لڑ کے اس میں شہید ہوئے ہیں وہاں پر ہماری ایک لیڈریز شہید ہوئی ہے ہمیں افسوس ہے جناب اپیکر صاحب situation یہ ہے کہ کل ہماری ایک میٹنگ ہوگی جس میں آپ کے ممبر زیرے صاحب آپ کے دو ممبر آرہے ہیں ان کی nomination بھی ہوئی جمعیت کے بھی آئیں گے اور اس آپ کو بھی دعوت دیتے ہیں آپ بھی آجائیں میں تو جناب چیئرمین صاحب سے کہتا ہوں کہ آپ بھی آجائیں کل دو بجے ہماری میٹنگ ہے ہوم ڈیپارٹمنٹ میں اس میں بیٹھ کے اس مسئلے کے اس مسئلے تفصیلی discuss کریں گے جو بھی ہماری عوام میں فیصلہ ہو گا انشاء اللہ ہم اسی کو کریں گے تو اپیکر صاحب یہ کچھ حالات ہیں جس میں ہم نے آپ کو بتایا اور تفصیلی چیزیں دی ہم ایسے نہیں بیٹھے ہوئے ہیں ہم دو کمیٹیاں بنانی ہیں اور اس کمیٹی کے انشاء اللہ اس میں جوان کوارٹری کمیٹی ہے اس میں ہمارا ایڈو و کیٹ جزل ہے ہمارے نجی ہیں ہمارے وہ بہت سینئر جو ہمارے ممبرز ہیں وہ ہیں ہمارے وہاں کے چمن کے لوکل لوگوں کی اس میں شمولیت ہے وہ اپنے سارے تفصیلی رپورٹ دینگ کے لیا ان کے ساتھ ہوا ہے جو ظلم ہوا ہے ناجائز ہوا ہے کہاں سے ہوا ہے یہاں سے ہوا ہے وہاں سے ہوا ہے افغانستان سے ہوا ہے پاکستان سے ہوا ہے یہ سارے سامنے رکھیں گے ہم نے سارے

چیزوں کو بار کی کی سے دیکھنا ہو گا یہ جلدی میں یہ فصلے نہیں ہوتے ہیں جناب اپسیکر صاحب ظلم ہوا ہے ناجائز ہوا ہے اس کا آزالہ ہم نے کرنا ہے اس گورنمنٹ میں بیٹھ کے ہم کبھی آرام سے نہیں بیٹھیں گے ہم کرتی پر اس لئے نہیں بیٹھے گے کہ ہم صرف enjoy کریں وزارتوں کو ہم عوام کے لئے آئیے ہیں اور عوام کے مسئللوں کو انشاء اللہ حل کریں گے، شکریہ جناب اپسیکر۔

جناب اپسیکر: جی شکریہ ثناء بلوچ صاحب۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: شکریہ جناب اپسیکر صاحب! افسوس کی بات ہے کہ بلوچستان میں جو بھی تحریک التواد یا جو بھی نوٹس ہم اس اسمبلی میں دیتے ہیں یا تاوہ بلوچستان میں عام شہریوں کے خون سے متعلق ہوتی ہے گرتی ہے ہوئی لاشوں سے متعلق ہوتی ہے سیالب میں بھے ہوئے انسانوں سے متعلق ہوتی ہے کبھی بھی اس اسمبلی میں کوئی بھی ایسی initiatives ہم نے نہیں کی جس کے تحت ہم proactively کبھی کسی مسئلے کو دیکھنے سے پہلے یہاں زیر بحث لائیں اور کوشش کریں کہ واقعات یا وہ مسائل رونما نہیں ہوں۔ چون کا جو دخراش واقعہ تھیں جو لالی کا یقیناً ہم سب کے لئے قابل افسوس ہے میں نے اسی دن بھی میری طبیعت ناساز تھی پھر بھی اس کے باوجود بھی جب میں اخبارات وغیرہ سب follow کر رہا تھا تو میں نے اس وقت بھی یہی کہا تھا کہ چمن کا مسئلہ اتنا گھم بیڑ نہیں تھا کہ اس پر جو ہے کوئی پانچ چھالا شیں گرائی جاتی اور دوست ممالک کے ساتھ دوست ہمسایہ ملک افغانستان کے ساتھ جنگ چھڑی جاتی میں یقیناً جس دن وہ میں سو شل میدیا پر یا ان حالات اور واقعات کو دیکھ رہا تھا بالکل ایک منظر کشی آپ دیکھ رہے ہوئے کہ ایک بالکل ایسی جنگ کی سی صورت حال بن بھی گئی آپ کے معصوم شہریوں کے بچ کے خواتین تک کی لاشیں سڑکوں پر گری رہی ساری رات فائرنگ ہوتی رہی اور یہ کہاں ہوا یہ بلوچستان کے بارڈر پر چمن کا بارڈر جو جو افغانستان کے ساتھ لگتا ہے اور ہم کون ہیں ہم بلوچستان کے custodian ہیں ہم جتنے ادا کیں اسی میں ہم بلوچستان کے عوام کی جان و مال کی محافظت ہیں۔ جان سے مراد ان کو کم از کم طریقے کے جوموت اور اس طریقے کے جو مسائل ہیں ان سے بچانا اور اس کے علاوہ ان کا جو مال ہے وہ کم از کم ان کے دہنیز تک اچھی طریقے سے پہنچانا لیکن بدستی سے ہم اس میں مسلسل ناکام ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں کل پرسوں میں چمن کے ساتھ بھی دھراتا ہوں کہ بولان کے ندی میں لاشیں بہرہ رہی تھی بارش سے جو بلوچستان میں کوئی دس ملین ایکڑ فٹ پانی جو ہے دنیا میں ایک ملین ایکڑ فٹ پانی کی جو اس کی ولیو ہے وہ جو مقدار اس کی لگائی گئی ہے اس کی قیمت کا تخمینہ لگایا ہے دو بلین ڈالر ہے سالانہ ہم بجائے کہ دس، بیس بلین ڈالر کا پانی ہم سنچال کے اس روزی روٹی بنا کیں وہ پانی آکے ہمارا گھر بار لوٹ جاتا ہے وہ ہمیں لاشیں دیدیتا ہے وہ ہمیں ٹوٹی سڑکیں

دے دیتا ہے وہ ہمیں ہنسنے والی جو ایک مذاق کرنے والی تصاویر دیدیتا ہے بلوچستان کے دو ہزار کلومیٹر بلوچستان بارڈر ہے زمرک صاحب نے اچھی بات کی چلے گئے دو ہزار کلومیٹر بارڈر دنیا میں بہت خوش قسمت وہ ملک ہوتے ہیں بہت خوش قسمت وہ علاقے ہوتے ہیں صوبے ہوتے ہیں جن کو خداوند تبارک تعالیٰ کوئی دوچار کلومیٹر کا ساحل دیدیں یہاں ساڑھے سات سو کلومیٹر ساحل ہے دو ہزار کلومیٹر بارڈر ہے تینتیس بلوچستان کے اضلاع ہیں تینتیس میں سے 35 فیصد تیرا کے قریب آپ کے اضلاع جو ہیں اس دو ہزار کلومیٹر بارڈر پر ان کی زندگی کا گزر بسر ہے لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ساڑھے سات سو کلومیٹر ساحل والا صوبہ دو ہزار کلومیٹر بارڈر والا یہ صوبہ جس کو جس کی آبادی خود زمرک صاحب کہہ رہے ہیں کہ ایک کروڑ میں لاکھ ہے بائیس لاکھ ہے یہ صوبہ آج بھوک اور پیاس کا شکار ہے میں بار بار کہتا ہوں کہ شرم کی بات ہے economic survey report اتحاکے دیکھ لیں بلوچستان کے بجٹ کا یہ white paper اتحاکے دیکھ لیں بلوچستان 78% population 78% بلوچستان کی آبادی وہ کثیر جہتی غربت کا شکار ہے کثیر جہتی غربت کا شکار صرف اس کو نہیں کہتا ہے کہ اس کے پاس پہنچ کے لیے کپڑے نہیں ہیں یا اس کے پاس کھانے کو اچھی روئی نہیں ہیں یا اس کو اس کے گھر میں اچھی سالن نہیں فتنی کثیر جہتی غربت مراد یہ ہے کہ آپ کے 76% سے لے کر 82% تک کی آبادی کو پہنچنے کا صاف پانی نہیں ہے پڑھنے کے لیے اچھی اسکول نہیں ہیں صحت کے لیے اچھا نظام نہیں ہے hospital نہیں ہے روزگار کے لیے نان شبینہ کے لیے اچھے موقع نہیں ہیں یہ کس کی وجہ سے ہیں جناب والا چمن نے تو ہماری آنکھیں کھول دیں ہم بار بار بلوچستان کے عوام سرحدات پر جو ہیں وہ اس وقت احتجاج کر رہے ہوتے ہیں آپ بلو، مند سے لے کر گوادر سے آئیں ماشکیل تک اپنا پنجوڑتک یہ سارے علاقوں میں تفتان تک پھر اس کے بعد یونیٹکی میں سارے ہمارے علاقے لے کر جس طرح نصر اللہ صاحب نے کہا ان تمام علاقوں میں ان بارڈروں پر انکو دنیا کے امیر ترین انسان بننے چاہیے تھے ہماری سرحدوں اور ہماری بارڈروں پر رہنے والے انسان جانوروں جیسی زندگی گزار رہے ہیں چمن کے جو لوگ ہیں غیرت مند ہیں حیادار ہے پشتون ہے ایک وطن کے ماں ہیں بلوج اس علاقے میں ہیں سب وطن کے ماں ہیں یہ اللہ تعالیٰ نے کس کتاب میں لکھا ہے کہ بلوج کا بچھنج جو ہیں ریڑھی اٹھا کر اس کے اندر بوری ڈالیں اس بارڈر سے اس بارڈر میں گزار دیں وہ تعلیم چاہتے تھے وہ سائنس دان بننا چاہتے تھے وہ انجینئر بننا چاہتے تھے یہ ساری میں چمن سے لے کر ہم نے ان کو دیا کیا ہے 70 سالوں میں۔ آپ اگر چمن کے لوگوں کے discipline مانگتے ہیں یہی ہیں ناں گورنمنٹ کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ چمن کے لوگوں کے discipline کا مظاہرہ نہیں کیا تفتان کے لوگوں نے discipline کا مسئلہ یہ ہے

منظارہ نہیں کیا تربت کے بارڈ پر لوگ discipline کا مظاہرہ نہیں کرتے ہیں جی ان کو ماردو۔ چیک پوسٹ بناؤ۔ جب آپ مانگتے ہیں تو جناب والا discipline کے بدالے میں 70 سالوں میں آپ مجھے تائیں اپنی فیڈرل پی ایس ڈی پی اٹھائیں نیشنل فائننس کمیشن اٹھائیں پروفسل پی ایس ڈی پی اٹھائیں اور سب کو چھوڑ کر 72 ارب ڈالر، ہزاروں ارب روپے کا سی پیک اٹھا کر دیکھ لیں آپ نے western corridor پر کیا دیا ہے کہ آپ چمن کے لوگوں سے discipline مانگتے ہیں آپ کی کی کی کوئی میں پشتو نوں کو discipline کہتا ہوں وہ discipline کی بات ماننے اگر آپ کی سی پیک کی جو مغربی corridor ہیں جس کو ہم western corridor کہتے ہیں مراد corridor ایک سڑک نہیں جس کی بات میں 2013ء سے کر رہا ہوں 2018 میں اس کی ہم نے یہاں پر قرارداد منظور کی اگر آپ اس corridor کے تحت 72 بلین ڈالر میں سے چار سے چھ بلین ڈالروہ ژوپ سے لے کر فاتا سے لے کر بلوچستان کے مغربی corridor میں بچاتے یہاں پر سڑکیں بناتے صنعتی زون بناتے بھل دیتے 24 گھنٹے گیس دیتے تعلیم کے اچھے ادارے بناتے صنعتی بناتے تو جناب والا یہ لفظ لغٹوی استعمال کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑھتی جو سب سے میرے خیال میں۔ میرے منہ سے تو یہ لفظ لکھتا ہی نہیں ہیں ہم پتہ نہیں اپنے ان شہزادوں کو لغٹوی کا نام دیتے ہیں گورنمنٹ نے بھی ایک دن اخبار میں دیکھا کہ لغٹوی پیشج دیدیں گے مطلب اس کو ہماری dictionary میں جو ہمارے معاشرے کا سب سے۔ میں یہاں پر بولنا نہیں چارہ تھا آپ نے بول دیا مولوی صاحب۔ مطلب سب سے حقیر لفظ جو ہماری معاشرے کا ہیں ہم نے اپنے جو ہیں اکیسوں صدی میں اپنے شہزادوں کو اپنے نوجوانوں کو جن کو ماوں نے اس لیے ان کو جنا تھا کہ وہ اس اپنے طلن کی خدمت کریں گے وہ فوجی بھی بننا چاہتے ہیں وہ آرمی میں جانا چاہتے ہیں وہ ایف سی میں جانا چاہتے تھے وہ اس ملک میں حکومت بھی کرنا چاہتے تھے آج ان کو یہ ہمی پر ایک سرحد اس پار اس پار بوریاں اٹھانے پر مجبور جناب والا ہماری غلط پالیسیوں نے کیا ہے یہ چن کا تو نظر آ رہا ہے اس لیے کہ چن 75 کلومیٹر ہے یہاں سے کوئی سے کتنی جگہ کوں پر جو بارڈروں پر ہمارے شہزادے رات کو بھی میں دیکھ رہا تھا کہ اس بارش کے بعد وہاں سے یہ جو تیل کا کاروبار کرنے والے لوگ ہیں موٹر سائیکل اور گدھے گڑیوں پر پہاڑوں سے تیل لا کر دوسرے بارڈروں سے ادھر لے کر بھیجتے ہیں ان کو انکی ماوں نے ان دنوں کے لیے پیدا نہیں کیا تھا یہ میرے اور آپ کے غلط فیصلے ہیں یہ جب غلط پی ایس ڈی پی بناتے ہیں چوری اور ڈکیتی کی اسکیمیں بناتے ہیں جھوٹ کے پلندے بناتے ہیں ہم نے اپنے لوگوں پر۔ آئیں میں آپ کو لے جاؤں میں چاہتا ہوں کہ جس طرح زمرک صاحب نے کہا کہ ایک سیر حاصل

بحث ہوا آپ نے جب چن کے اوپر کمیٹی بنائی 18 افراد آپ کے گورنمنٹ کے side تھے ایک بھی دن تکلیف نہیں کرتے ہیں باٹھنے کے وقت سب کچھ آپ بانٹ کر لے جائیں لیکن بلوچستان کے دکھ درد کے وقت تو ہمیں شریک کریں۔ آپ ہم میں سے دو چار آدمی یہاں سے اٹھا کر لے لیں شامل کر لیتے اس کمیٹی میں۔ ہم آپ کو بتاتے میں دنیا میں 8 ماڈل آپ کو دونگا corridor boarder کا ایک ماڈل نہیں میں آپ کو 8 ماڈل دے دوں گا آپ میں سے اسلام آباد کے حکمرانوں کو جن کو جن discomfort ہوتا ہے ان کو بے آرامی ہوتی ہیں جب آپ بلوچستان پر بات کرتے ہیں جب آپ چن پر بات کرتے ہیں بے آرامی ہوتی ہیں جب آپ تھان پر بات کرتے ہیں بے آرامی ہوتی ہیں جب آپ مکران پر بات کرتے ہوں وہ discomfort کرتے ہیں کرنے کی ضرورت نہیں ہیں اگر ہون رہے ہیں تو ان کو بیٹھنا چاہیے 8 سے 10 ماڈل ہے دنیا میں corridor manage کرنے کی سارے لوگ چورڑا کو نہیں ہیں سب دہشت گرد نہیں ہیں سب بھائی کرنے لائیں گے یہ corridor کیسے۔ جناب والا امریکہ اور میکسیکو کے درمیان ہزاروں کلو میٹر کا بارڈر ہے انہوں نے مختلف جگہوں پر agriculture corridor بنایا ہے fruit corridor بنایا ہے labour corridor بنایا ہے، جہاں سے جس قسم کا آدمی آنا چاہے اسی corridor سے آئیں گا ابھی ہم نے بات کی پاکستان میں تو اور نہیں ہے سب سے hostile سب سے ہمارا وہ کیا کہتا ہے کہ آنکھوں میں چھینے والا ہمارے ہمسایہ بھارت ہے بھارت کے ساتھ ہم نے جب کرتار پور corridor start کیا 20 سے 25 ارب روپے اس پر لگائیں کیا ہے یہ tourism corridor کا ہے ہم اس کے حق میں ہیں میں کسی پروجیکٹ کی مخالف نہیں ہوں لیکن جب آپ کو انکھوں کی حوالے سے ایک بھروسہ آپ کے دل میں پیدا ہوئی آپ کی یور کریسی بیٹھی انہوں نے دنیا کے کچھ ماڈل چیک کیے آپ کو tourism کا corridor مل گیا اور آپ نے کرتار پور corridor بنایا۔ کتنے پیسے کارہے ہیں اچھی خاصی حکومت پاکستان کوں رہی ہیں میں کل آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہوں میں آپ کو بلوچستان business corridor کا ماڈل بنایا کر دے دوں گا بلوچستان کا business corridor بلوچستان کے دو ہزار کلو میٹر سرحد اور 750 کلو میٹر ساحل سے بلوچستان کو سالانہ چار سے ساڑھے چار سو ارب روپیہ revenue generate کر کے دے سکتا ہے نہیں سنیں گی یہ گورنمنٹ۔ اب نہیں چاہیں گی یہ گورنمنٹ جس دن بلوچستان میں 15 سے 20 ارب روپے بلوچستان میں بارڈر کی fencing کے لیے لگائیں گے میں نے اس وقت ایک آرٹیکل لکھا کہ اسلام آباد کے میرے بادشاہوں حاکموں ہم آپ کی نوآبادیات ہیں آپ ہمیں اگر

انسان نہیں سمجھتے ہو لیکن جب آپ ہمیں تقسیم کر رہے ہو کم از کم consultation جس کا ایک لفظ ہے کہتے ہیں مشاورت۔ ہم سے مشاورت تو کروں آپ کم از کم بتائیں گے کہ ہمارے بھیڑ بکریوں کے گزرنے کے راستے کہاں سے بننے چاہیں ہمارے جنازے گزرنے کے راستے کہاں سے جانے چاہیں ہمارے بوڑھیاں بچے کبھی ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں جھنوں نے گاؤں ادھر بسائے ہیں لیکن ان کی 50-50 کلومیٹر زمینیں جو ہیں افغانستان کے اندر ہیں بارڈر 70 سال سے بن گئے دنیا میں nations States بن گئے ہیں ہم سب نے اس کو تسلیم کیا لیکن ضروری نہیں ہے کہ آپ model کے nation States کو بغیر لوگوں کی صلاح و مشورے کے لوگوں کے اوپر impose کریں مشاورت بلوچ آپ کا بھائی ہے پشتون آپ کا بھائی ہے ہم اسی جس میں آپ نے 15 سے 20 ارب روپے fencing پر لگائیں ہیں اسی میں تھوڑی سی amendment کر کے ہم آپ کو model کا business corridor بنانے کا دیدیں گے جس چن میں آج آپ لاشیں گرارہے ہیں میں آپ کو حلفیہ کہتا ہوں کہ یہی چن سالانہ آپ کو 10 سے 12 ارب روپے revenue generate کے دے سکتا ہے لیکن اگر اس کا سمجھیدہ سمجھدار لوگوں کے ساتھ مل بیٹھ کر بنائیں اور اس کے بعد جو ہماری سیکورٹی فورسز ہیں ان کا کام صرف اور صرف دشمن پر نظر رکھنے کا ہیں بوریوں پر نہیں۔ ٹی وی پر نہیں تاروں پر نہیں کنٹینرز پر نہیں سیکورٹی فورسز کا کام ہے کہ ان کی شاکیں جیسی آنکھیں دشمن کی منہ پر لگی رہے، دہشت گرد آ رہا ہے پکڑیں چور دہشت گرد کیسا تھوڑا دنیا میں قوانین کے مطابق ظلم ہو سکتا ہے کریں۔ لیکن ایک آدمی اگر اپنے گھر دو وقت کی روٹی کمانے کے لیے آ رہا ہے جا رہا ہے اس کے لیے model بن سکتا ہے میں ایک چھوٹی سی آپ کو مثال دے دوں اس کا۔ آپ Chaman Business Corridor میں بعد میں آپ Balochistan Business Corridor بنائیں گے آپ کو سارا اس کا فارمولہ بتا دوں گا Chaman Business Corridor بنائیں ایک کمیٹی ہم بنائیں ہم جا کر اسلام آباد میں میٹنگ کریں گے دوسرا ہم جا کر افغانستان کے ساتھ ملیں گے آپ یہ جو چن اور اس کے ارگر 25 کلومیٹر کے اندر ایک corridor بنائیں اگو جناب والا دونوں ممالک جو ہیں ایک جو ہے اس کو کہتے ہیں بنس کارڈ جاری کریں شناختی کارڈ نہیں یعنی آئی ڈی کارڈ نہیں سی این آئی سی نہیں لیکن BIC جاری کر سکتے ہیں Business identity card یہ ہم ان سے جاری کرو سکتے ہیں اور اس کے مطابق جو لوگ وہ کارڈ خریدیں گے وہ سالانہ جو ہیں 10 سے 15 ہزار روپیہ گورنمنٹ آف بلوچستان کو فیس دے دیں جو کاروبار کرنے والا شخص ہے وہ آپ لغڑی کو پیکچ دینے کی ضرورت

نہیں ہے جس کو ہم لفڑی کہتے ہیں یہ شہزادہ کل 15 سے 20 ہزار روپے بنس کارڈ کے زریعے سے Business identity card کے زریعے سے بلوچستان کے روینو میں پیسہ دے سکتا ہے کوئی نہیں بیٹھیں گا بلوچستان کے ایسے ideas پر بات کرنے کے لیے کوئی نہیں چاہتا کہ بلوچستان ترقی کریں کوئی نہیں چاہتا کہ بلوچستان کے لوگ باعزت طریقے سے کاروبار کریں بلوچستان ایک نوآبادی ہیں اور اس کو نوآبادیت طرف سے چلائیں گے ایسی ذہنوں سے چلائیں گے جو اپنے گھر کا دروازہ بھی نہیں جانتا ہے کہ کدھر ہے وہ corridor کو کیا سمجھیں گے وہ بلوچستان کی تکلیف اور مسائل کو کیا سمجھیں گے چمن ہمارے ماتھے پر داغ ہیں چمن کے خون کو چھپا کریا یہاں بحث نہ کرنے سے چمن کا مسئلہ دھب نہیں جایا گا یہ مسائل اب آگے بڑھتے جائیں گے کیوں بڑھے گے جناب اسپیکر میں صرف یہ بولنا چار ہاتھا کہ اس پورے نقطے میں realignments ہو رہی ہیں کل کا جو دھماکہ ہے جو تقریباً آج صح ہوا ہے آج صح کا جو دھماکہ ہے دیکھیں جب آپ اپنے معاشرے میں سراسمگی پیدا کرتے ہیں جب آپ ایک قیاس پیدا کرتے ہیں جب آپ ایک vacuum trust کا create کرتے ہیں چمن پر وہ ہو گیا بلوچ علاقوں میں بہت زیادہ ہیں یہ vacuum لیکن چمن نے آپ نے یہ vacuum create کر دیا یہ تین چار چیزیں ہوتی ہیں جو political science اور sociology کو سمجھتے ہیں they understand آپ نے vacuum create trust کا it very well وہاں پر کسی نے بھم دھماکہ کروادیا ہے شنگر دوں نے۔

جناب اسپیکر: شکر یہ شاء بلوچ صاحب۔

جناب شاء اللہ بلوچ: سر میں آخری بات کر رہا ہوں اگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ vacuum trust کا creation بلوچستان میں بہت بڑھتا جا رہا ہے کمزور حکمرانی کی وجہ سے غلط پالیسیوں کی وجہ سے عدم مشاورت کی وجہ سے یہ بڑھتا جا رہا ہے اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ہم ان چیزوں کو دباتے جائیں گے جناب والا یہ بڑھے گی کیونکہ سو شش میڈیا بڑھ گیا ہے access to information لوگوں کے پاس زیادہ ہیں لوگوں میں اب وہ خوف ختم ہو گیا ہے تو اس کا ایک واحد علاج یہی ہے کہ جناب والا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر یہ ہمارے دوست مخلص ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم چمن کے مسئلے کے ساتھ بلوچستان کے دو ہزار کلو میٹر میں 13 سے 14 ڈسٹرکٹوں میں جو بھی سرحدی مسئلے ہے ان کو حل کرنے کے لیے آپ اجلاس بلائیں آپ مینگ بلائیں ہم آپ کو وہ سارے ideas دیدیں گے جس میں باعزت طریقے سے آپ نہ صرف پیے کما سکتے ہیں بلکہ اپنے

بلوچستان کے کاروبار کو بڑھا سکتے ہیں اور جناب والا جو realignments کی میں بات کر رہا تھا اس پورے خطے میں چاننا نے آج سے 16 جولائی کو 14 جولائی کو ایران میں جا کر 400 بلین ڈالر کا یعنی سی پیک سے پانچ گناہ بڑا جو ہیں جا کہ معاملہ ایران کے ساتھ sign کیا ہے ایران 15 سے 16 لاکھ پر مشتمل ہیں پاکستان کا size ہیں میں ایک اتنا ہی بلوچستان 2 لاکھ 60 ہزار وہاں سیستان اور بلوچستان کے نام سے۔ وہاں پر جو چیزیں بن رہی ہیں نئے پورٹس بن رہے ہیں یہ گوادر کی اہمیت ختم ہو جائیں گی نہ realignments بن رہی ہیں نہ مرکیں propose ہو رہی ہیں ہماری نالائقی کی وجہ سے 20 سال گزر گئے جناب والا آج گوادر کا نمائندہ بیٹھا ہوا ہے وہ پانی کا بوقلمیں یہاں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ خاران کو تو چھوڑیں وہاں لوگ پیاس سے مر رہے ہیں میرے اپنے حلقتے میں ہم توجاتے ہیں ایمانداری سے کسی کو آنکھ نہیں دیکھا سکتے پی ایس ڈی پی میں 36 ارب کی سڑکیں ہیں سیمنٹ، سریا، کچر اور کالا لوک پینے کا پانی نہیں جینے کے لیے صحت کے لیے سہولت نہیں تعلیم کے لیے اسکوں کے لیے پیسے نہیں روزگار کے لیے پیسے نہیں سیمنٹ، سڑک، کچر اور ساری کمیشن کے لیے بلوچستان کے 100 ارب روپے ضائع کر دیئے جاتے ہیں یہ بلوچستان میں جب آپ کریں گے جناب والا چمن ٹوٹا جائیگا چمن جیسے یہ آپ کے جوزخم بلوچستان کے مختلف علاقوں میں ہیں یہ پھوٹے جائیں گے بیٹھے بلوچستان کی ڈیوپمنٹ کو بلوچستان کی political strategy کو بلوچستان کی political economy کو ادھر مشاورت کے ساتھ طے کریں آپ کو پیسے کی بھی ضرورت نہیں صرف اپنے مشورے کی ضرورت ہیں اگر آپ نے کیا جناب والا چمن جیسا کوئی واقع اور درپیش نہیں ہوا لیکن آپ نے نہیں کیا تو چمن کے واقعہ نے کافی سرحدی علاقوں کے لوگوں میں ایک رجحان پیدا کر دیا ہے مجھے ڈر ہے کہ کئی ایسے نہ ہو کہ یہ سارے سرحدی علاقوں میں جو ہیں بدامنی کی لہر پھیل جائے اور ہم یہ نہیں چاہتے ہم بلوچستان کے ہم بلوچستان کے خیرخواہ کے حیثیت سے۔ جھڑح میں نے کہا ہم custodian ہیں بلوچستان کے عوام کے مال اور جان کے۔ ہم چاہتے ہیں جناب والا بلوچستان میں سکون ہو بلوچستان میں امن ہو۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بلوچستان کی معیشت ترقی کرے بلوچستان کے نوجوانوں کو روزگار ملے بلوچستان میں لاشیں گرنا بند ہو لیکن یہ تب ممکن ہے جناب والا جب بلوچستان کی یہ حکومت جو ہے ان معاملات کو سنجیدگی سے لے آپ اسلام آباد کے ساتھ بیٹھتے ہیں زمرک صاحب چلیں بلوچستان business corridor کے model پر کافرنس بلائیں پرسوں بلائیں ایک ہفتہ ادھر سیشن بلائیں ہم آپ کو ہمیں گے کہ

آپ کے کم از کم چمن کے لوگ زندگی بھر اس تکلیف اور مشکل سے نکلیں گے جس کیلئے آپ اور نصر اللہ روزگار نے ہیں پورا بلوچستان اس سے نکلے گا۔

جناب اسپیکر: جی شکریہ۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: لیکن جناب والا یا آپ کے حق میں ہیں شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ ثناء بلوچ صاحب۔ سردار صالح بھوتانی صاحب آپ کا چٹ ہے آپ نے بات کرنی ہے۔ پتہ نہیں آپ کا نام آیا ہے۔ جی ملک سکندر خان صاحب۔

قائد حزب اختلاف: بسم اللہ الرحمن الرحيم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ اکرم۔ شکریہ جناب اسپیکر۔ چمن کے issue پر ساتھیوں نے بات کی۔ یقیناً جو واقعات ہوئے ہیں دخراش ہیں، افسوس ناک ہیں۔ لیکن جو سب سے افسوسناک بات ہے جناب اسپیکر! جس حقیقت کو ہمیں سمجھنا چاہیے وہ بے رحمی ہے۔ حکومت کی بے رحمی۔ حکومت نے اب ایک طریقہ کار رکھا ہوا ہے کہ اگر لوگ احتجاج کرتے ہیں کھڑے ہیں جائیں، مہینہ بیٹھیں گے، دو مہینے بیٹھیں گے، آخر تھک ہار کر خود پلے جائیں گے۔ یہ صرف چمن میں نہیں ہوا ہے، کوئی کوئی کے تمام یہ جو، جہاں بھی احتجاج ہوئے ہیں۔ مہینوں لوگ وہاں پڑے رہتے ہیں، ذلیل ہوتے ہیں، خوار ہوتے ہیں۔ مطالبات کیلئے آتے ہیں، جمہوری ڈور میں یہی تو ایک اُس کی اچھائی ہے وہ یہ کہ لوگ اپنی بات کو احتجاج یا مطالبات پیش کرنے سے وہ اپنے مسائل حل کرتے ہیں۔ لیکن یہاں جو حکم نام کی جو چیز ہے وہ قطعاً نہیں ہے۔ یہاں کوئی میں ہمارے اس اسمبلی کے سامنے مہینہ بھر یہاں لوگ احتجاج کرتے رہے ہیں۔ لیکن کوئی کچھ بھی نہیں ہوا اس طرح پریس کلب کے سامنے جائیں مہینوں لوگ وہاں پڑے ہوتے ہیں نہ ان کے ساتھ کوئی مذاکرات کیتے جاتے ہیں۔ نہ انکو کہا جاتا ہے کہ تم غلط کر رہے ہو۔ تم یہ مت کرو۔ تمہارے خلاف cases درج ہونگے۔

تم اُس میں چلے جاؤ گے وہ کہتے ہیں پڑے رہیں گے پڑے رہیں گے دھوپ میں سڑیں گے اور ایک دن خود اٹھ کر چلے جائیں گے۔ یہی صورتحال چمن میں بھی رہی۔ یہاں میرے دوست "لغزی اتحاد" کا نام دیتے ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ اس کے لیے "لغزی اتحاد" اگرچہ وہ اُس حوالے سے ٹھیک ہے لیکن مناسب نہیں ہے یہ جفاکشوں کا اتحاد تھا جو سرحدی مزدوریہ جفاکش تھے۔ اب جفاکش صحیح جا کر اپنی سائیکل پریا اپنی پیٹھ کر لاد کر یا ریڑھی میں ڈال کر کوئی چیز لے آتے تھے۔ اُس سے شام کو اپنے بچوں کو پیٹھ پالتے تھے۔ سب سے زیادہ جو نقصان ہوا ہے ان جفاکشوں کو ہوا ہے، ان کے بچوں کا جو اس وقت نا نفع ہے وہ نہیں ہے۔ لیکن یہاں پر احتجاج رہا۔ انہوں نے احتجاج کیمپ رکھا انہوں نے اپنے مطالبات دیئے۔ لیکن رحم جس طرح میں نے کہا کہ

کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لیئے یہ صورتحال آگے جب احتجاج میں بدل گیا۔ اُس کے بعد پھر لاشیں ہم سب نے دیکھیں۔ وہ چمن کے لوگوں کی لاشیں تھیں۔ شہید بھی ہوئے۔ آج پھر دھماکے میں لوگ شہید ہوئے۔ اور اس طریقے سے یہ جو میں نے ایک دن قرارداد پیش کی جناب اپنے! آپ نہیں تھے۔ اُس قرارداد میں میں نے یہی کہا کہ یہ وہ قرارداد ہے جو پاکستان میں اور بلوچستان میں پہلی دفعہ ایک حقیقت کی نشاندہی کیجا رہی ہے۔ کہ ہم اگر اپنے جو ہمارا دستور ہے۔ ہمارا قانون ہے۔ ہم اُس کی بالادستی کو قائم کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ تو وہاں سے ہماری ترقی شروع ہوتی ہے۔ لیکن وہ قرارداد خیر پھر آجائے گی۔ اُس دن اُس قرارداد کو سپوتو اڑ کیا گیا۔ اور وہ قرارداد نہیں آسکی۔ تو عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں بنیادی چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ یہاں پر حکومت ذمہ دار ہے جان و مال کے لوگوں کی۔ حکومت ذمہ دار ہے لوگوں کی مجبوریوں کی۔ لوگوں کے مطالبات کو حل کرنے کی۔ اور یہ اگر مطالبات خون خرابے کے بعد اُس پر کمیٹی میٹھتی ہے۔ یا خون خرابے کے بعد پھر لوگ آکر جاتے ہیں۔ تو وہ لاشیں، وہ جو ماں میں وہ والدین جنکے بچے اس میں شہید ہوتے ہیں۔ اُنکے دلوں پر کیا گزرتی ہوگی۔ اُنکی کیا حالت ہوگی۔ اور یہ جو جتنے دن یہ احتجاج رہا ہے۔ وہاں پر کسی نے ان کو نہیں پوچھا۔ اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟۔ تو میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس میں حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ لوگوں کی جان و مال کا بھی تحفظ کریں۔ حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ لوگوں کو اُنکے حقوق دیئے جائیں۔ اب یہ جو ایک نہیں ہے۔ یہ جو جفا کش اتحاد کے لوگ ہیں۔ نہ ایک ہے نہ دو ہے نہ ہزار ہیں۔ یہ ہزاروں میں ہیں۔ اگر ان پر روزی کے دروازے بند کیتے جائیں تو یہ کیا کریں گے؟۔ ان کے بچے کیا کھائیں گے؟۔ اُنکے گھروالے کیا کھائیں گے؟ اس لیئے ان چیزوں کا ادراک ہونا چاہیے۔ ایک اچھی حکومت کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ لوگوں کو اتی پریشانیوں تک نہ لے جایا جائے۔ اتنا نگہ نہ کیا جائے کہ پھر وہ مر نے پر بھی آمادہ ہو۔ خود کشی کرنے پر بھی آمادہ ہو۔ ہمارے ملک میں کئی جگہ ایسا ہوا ہے کہ بھوک اور افلاس سے لوگوں نے خود کشیاں شروع کیں۔ لوگوں نے خود کشیاں کیں ہیں۔ کئی واقعات کراچی میں ہوئے ہیں۔ کئی واقعات مختلف دوسرے علاقوں میں آئے ہیں۔ تو اگر اس بھوک اور افلاس کا ادراک گورنمنٹ نہیں کرتی تو پھر اس حکومت کو حکومت کرنے کا کیا جواہر ہے۔ آج آپ یہ دیکھ لیجئے۔ اس حکومت کی کیا اُسکی اپنی ذمہ داریوں کو کس طریقے سے پورا کیا ہے۔ یہ آپ تجزیہ کر لیجئے گا جناب اپنے!۔ کہ آج چینی سوروپے کا ہے۔ ایک آدمی کے دس بچے ہیں۔ اور وہ مہینے کے جب محنت کر کے کر کے پندرہ ہزار روپے سے زیادہ وہ نہیں کما سکتا۔ آج آٹھ کیا پوزیشن ہے؟۔ آج گھر کی کیا پوزیشن ہے؟۔ ایک پینا ڈول جناب اپنے! ہم دس روپے میں خریدتے تھے۔ کرونا میں جس طرح پینا ڈول

نے کرونا میں مدد کی ہمارے غریب لوگوں کی۔ لیکن کرونا کی وجہ سے وہ پینا ڈول جو دس روپے کا تھا۔ آج میں روپے کا ہو گیا۔ اب اگر اس طریقے سے بے رجی رہے۔ اور لوگوں کو ایسا ہی چھوڑ دیا جائے مرتبے ہیں تو مریں۔ جیتے ہیں تو جیئے۔ ہم اپنے مزے اُڑا میں گے۔ تو ایسے پھر وہ نہیں چل سکیں گے۔ وہ تباہی کے سامنے، تباہی کا سامنا ہو گا۔ اور پھر انکا جو حشر ہو گا وہ یقیناً عبرت ناک ہو گا۔ تو میں یہ عرض کروں گا۔ ملک صاحب نے کہا کہ ہم نے کمیٹی بنائی ہے۔ ہم ان مسائل کو حل کریں گے۔ یہ چمن کا واقع انتہائی افسوس ناک ہے۔ انتہائی اندوناک ہے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ جو ظلم کیا گیا۔ یہ انتہائی افسوس ناک ہے۔ اس لیے ان کے محاذ کا پورا طریقہ کار وضع کیا جائے۔ تاکہ وہاں پر یثانیاں ختم ہو جائے۔

جناب اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ میرے خیال میں یہ گورنمنٹ کی طرف سے آیا گا۔ اور speakers بہت زیادہ ہیں۔ باقی اس کو۔ (مدخلت)۔ جی آپ لوگ آپس میں بات نہیں کریں۔ اس میں دو گھنٹے کا بحث لکھا ہوا تھا۔ ابھی ڈیڑھ گھنٹہ گزر گئے۔ ابھی آپ کے پاس آدھا گھنٹہ ہے۔ وہاں سے۔ کیونکہ ویسے بھی دو گھنٹے ہیں۔ دو گھنٹے زیادہ سے زیادہ بحث نہیں ہو سکتی ہے۔ آدھا گھنٹہ کل کرتے ہیں۔ ابھی ایک ادھر سے آ جائیگا۔ پھر ایکیہ کل اس پر بحث کرتے ہیں۔ یا پھر اس پر ووٹنگ کرتے ہیں۔ جی سردار کیتھران صاحب کون بات کریں گے؟۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہود آبادی: مہربانی آپ نے مجھے فلور دیا۔ میری ایک گزارش ہے کہ جیسے ہم نے تسلی سے سُنا۔ جیسے انہوں نے بلوچستان کا ایسا پیش کیا کہ یہاں پر تو پتہ نہیں۔ لیں وہ صومالیہ اور پتہ نہیں کیا ہوا ہے۔ تو آپ مجھے بھی غور سے ذرا سُن لیں۔ پہلی میری گزارش یہ ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ہمارے لیے قابل احترام ہے بزرگ کی حیثیت سے۔ چیف آف سارا و ان کی حیثیت سے۔ انہوں نے ایک لفظ استعمال کیا پنجاب کی فوج۔

جناب اسپیکر: وہ حذف ہو گیا۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہود آبادی: میں گزارش کروں گا کہ حذف کر دیں۔

جناب اسپیکر: وہ ہو گیا۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہود آبادی: ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب میں آتا ہوں جناب چمن واقعہ کی طرف سے start لیتا ہوں میں۔ ہم سب کو افسوس ہے۔ شہزادی ہوئیں ہیں۔ میں انکو شہید کہوں گا۔ فائزگنگ کے incident میں بھی۔ اُس کے بعد آج کے دھماکے میں بھی۔ جناب اسپیکر صاحب! کہتے ہیں کہ جہاں پر آگ جلتی ہے تو اُس

زمین کو پتہ ہوتا ہے کہ پیش کیا ہے۔ دُور بیٹھا ہوا تو تماشائی ہوتا ہے۔ جس کا باپ، بھائی، بیٹا یا ایک رشتہ دار ماں، بہن جب اللہ نے اُس کو اگر پچاس سال کی زندگی دی ہے۔ پچیس سال میں اگر اُس کو چھین لیا جاتا ہے دہشت گردی کی صورت میں۔ تو اُس گھرانے پر کیا گزرتی ہے۔ یہ گھرانے جانتے ہیں۔ میرے دوستوں نے کہا کہ یہ بلوچستان۔ اب میرے ایک دوست نے کہا کہ یہ بڑے figure دیتے ہیں وہ کہ جی اتنے ملین کیوبک پتہ نہیں پانی جو ہے نہ ملین۔ ہم کو تو وہ نہیں آتا ہے۔ اب یہ قدرتی آفات ہیں۔ یہ حکومت یا کسی شخص یا کسی فرد کی بس کی بات نہیں ہے۔ زلزلہ آتا ہے۔ سیلا ب آتے ہیں۔ یہ قدرت کی طرف سے ایک قدرتی آفات ہیں۔ مداخلت۔۔ ہاں بنار ہے ہیں۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں گے۔ جناب اپیکر صاحب! میں ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں۔ میں ناکسی کے خلاف بات کرتا ہوں۔ میرے ایک دوست بیٹھے ہوئے ہے۔ میرے اس کو بایاں ہاتھ کہتے ہے شاید۔ یہ موجود ہے۔ انکا وہ بھائی جو ایک کار و باری آدمی تھا۔ جو ایک شریف انسان تھا۔ اُس کو شہید کیا گیا بمعہ ساتھیوں کے۔ اُسکی پھر شہادت کی ویڈیو بنا کر پوری ڈیا کو دکھائی گئی۔ ہم نے۔ اس کا تو بھائی تھا۔ ہم نے اُسکے اتنے اتنے لکھرے اس بولان ہاسپٹ میں ہم نے اپنے آنکھوں سے دیکھے ہیں جناب اپیکر صاحب! آج یہ امن کی بات کرتے ہیں۔ کون سے امن کی بات کرتے ہیں۔ آج یہ فورسز کی چوکیوں کی بات کرتے ہیں۔ کہاں پر کیا نہیں ہوا ہے؟ ایک سپاہی جو اس ملک کیلئے چاہے وہ ایف سی کا ہے۔ فوج کا ہے۔ پولیس کا ہے۔ یا کسی بھی فورسز کا ہے۔ وہ اس ملک کی حفاظت کیلئے ہیں۔ ناکہ پندرہ ہزار یا بیس ہزار روپے کیلئے۔ میں ہزار پتو آپ جا کر بازار میں ریڑھی لگائیں۔ آپ مولی کے پتے بچیں۔ آپ گنے کا جوں بچیں۔ آپ اتنا کمالیتے ہیں۔ وہ اس سرز میں کی حفاظت کیلئے۔ وہ اپنی جان کا نذر انہ پیش کرتا ہے۔ وہ گھر سے خوش خوش آتا ہے۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا جناب اپیکر صاحب۔ میں گزر رہا تھا ریلوے اسٹشن پر۔ ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں آپکو۔ ریلوے اسٹشن پر آرمی کے سپاہی چھٹی سے واپس آئے۔ اور جیسے ہی وہ آپکے اس روڈ پر آئے۔ میں آپ کو بیک گرا اڈ بیمار ہاں کے کیا اس صوبے کے ساتھ کس نے کیا کیا۔ میرا vision یہ ہے کہ۔ (مداخلت۔شور) آپ مجھے بات کرنے دیں۔ یہ کونا طریقہ ہے کہ بار بار آپ مجھے interrupt کر رہے ہیں۔۔۔ (مداخلت۔شور)۔

جناب اپیکر: جی آپ بیٹھ جائیں۔ اگر یہی حال رہا تو اسمبلی کی کارروائی کو suspend کروں گا۔ ابھی اگر درمیان میں کسی نے بولا تو میں آدھے گھنٹے کے لئے وقفہ کروں گا۔

وزیر یحکمہ خوارک: آپ نے لاءِ اینڈ آرڈر کی بات کی۔ آپ نے کہا کہ کل ہر بار ڈر پر ہو گا۔ جناب اپیکر!

صاحب ہم نے جنگ کی مریوں کے ساتھ، بیٹیوں کے ساتھ ہم نے جنگ کی نواب بگٹی نے میرے پاس سو ڈریے بھیجے کہ بس کریں۔ میں نے کہا کہ آپ بس کرو میرے علاقے کیا تھا آپ کا کام نہیں ہے آپ ڈریہ بگٹی کو آگ لگادو۔ تب جا کے روکا۔ میرے علاقے میں میں آپ کو بتاتا ہوں، میرے علاقے میں سکھر کے غریب مزدور۔ پنجاب کے غریب مزدور خیمے میں لیٹئے ہوئے تھے، آکے سب کا قتل عام کر کے چلے گئے۔ میں تو پھر بھی شباباشی دیتا ہوں کہ ان پر ہمیشہ ہاتھ رکھتے ہیں ان کو بچھاتے ہیں۔ میں نے ان کے لوگ پکڑے GHQ بھی بل گیا کہ ساری چیزیں اس کے ہاتھ میں ہیں۔ دیکھیں بلوچستان کی ترقی میں بنیادی رکاوٹ یہ دہشت گرد ہیں۔ میں گورنمنٹ کی طرف سے یقین دہانی کرواتا ہوں کہ یہ جس بدمنی کی بات کرتے ہیں کل گئے جا کے چیزبر آف کامرس کراچی، وہاں پر دہشت گردی کر رہے ہیں، کیا logic ابنتی ہے۔ یہ بلوچستان کو پسمندہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ بلوچستان کی تعلیم کو پیچھے رکھنا چاہتے ہیں۔ یہ مجبور کرتے ہیں فورسز کو کہ چوکیاں لگائیں ان کی تلاشیاں ہوں، اور ان دہشت گروں کو پکڑیں۔ اُس پر کچھ لوگوں کو ناگوار گزرتا ہے جناب کہ جی ہمارے۔ بھائی آپ امن دے دیں یہاں پر، آپ مجھے guarantee دے دیں۔ آئیں table پر بیٹھیں۔ میں چلتی سے کہتا ہوں ایک شخص بلوچستان کا، ایک بچہ نکل آیا۔ کہ پاکستان کے فورسز نے پاکستان کے حکمرانوں نے اُس کو کہا کہ ہم تم کو پڑھنے نہیں دیتے۔ کس نے روکا یہ بھی آپ کے سامنے ہے آپ کے علاقے کا بھی آپ کو اچھی طرح پتہ ہے۔ اس کے علاقے کا بھی پتہ ہے اور میرے علاقے کا بھی، اب میں نے سکول قائم کئے۔ میں نے اپنے ہر تین کلومیٹر ایک پر ائمڑی سکول ہے۔ پانچ کلومیٹر پر ایک مڈل سکول ہے، وس کلومیٹر پر ہائی سکول ہے۔ آج میں کالج کیلئے لڑتا ہوں، آج میں انہیں یونیورسٹی کے campus لے گیا ہوں مجھے کس نے روکا ہے۔ میں نے کب اپنے بچوں کو، بحثیت سردار کوئی ایک لڑکا بارکھاں کی پونے دولاکھ کی آبادی سے نکل آئے کہ سردار نے کہا ہے کہ جی آپ کو میں تعلیم حاصل کرنے نہیں دیتا ہوں۔ یہ blame game بند کریں۔ آئے ہمارے ساتھ table پر بیٹھیں۔ ٹھیک ہے شہید ہوئے چن کے، مجھے دکھ ہے یہ ان کی ماوں سے پوچھو! لیکن کس نے کیا۔ آپ کے پاس ویڈیو موجود ہے کہ کہاں سے فائرنگ ہو رہی ہے، پھر یہاں سے جو بھی دہشت گرد بھاگ کے جاتا ہے کہاں پر جا کے پناہ لیتا ہے۔ آپ کی بارڈر ہے 2 ہزار کلومیٹر، کوئی چوکی پر انہوں نے حملہ نہیں کئے، کہاں پر ہمارے فورسز کے لوگ شہید نہیں ہوئے ہیں۔ کیا فوج خود جا کے اپنے آدمی مار رہے ہیں اور ان کو blame کر رہی ہے۔ کیوں کرتے ہیں دہشت گردی۔ ہم تو اپنے علاقے میں بیٹھے ہیں۔ ہم اپنے علاقے کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ہماری فورسز ہمارے علاقے کی تحفظ کر رہی ہے۔ آپ اٹھ کے آتے ہیں ہمارے علاقے میں

جناب اسپیکر: جی بارڈ روائے topic پر آجائیں۔

وزیر یحکمہ خوارک و بہبود آبادی: بارڈ کی میں بات کر رہا ہوں جناب اسپیکر! جو بھی سلسلہ ہوتا ہے دہشت گرد وہاں سے آتے ہیں۔ یہاں دہشت گردی کرتے ہیں۔ یہ دھا کہ میں گرانٹی سے کہتا ہوں، کمیشن قائم ہے، انشاء اللہ اس کے تانے بنے بھی جا کے وہاں نکلیں گے۔ اگر ہمارے فورسز کی طرف نکلے، میں سر عالم جناب روڈ پر اپنے کو قتل کیلئے تیار ہوں۔ پھانسی لگنے کو میں تیار ہوں کہ اگر میرے اس ملک کے کسی فورسز نے یہ دھا کیا تھا۔ جناب اسپیکر صاحب! مہربانی کر کے ہمیں چھوڑیں آج اس کا گھر بر باد ہو گیا، کیوں؟ کیا قصور تھا کس کو اُس نے مارا۔ وہ اُس سے کاروبار کر رہا تھا۔ یہ محبت وطن ہے اسلئے اس کو مارو۔ مجھے ایک رات فون آیا۔ میں دو بجے بیٹھا تھا۔ اچھا تمہارا ٹائم پورا ہو گیا۔ میں نے کہا بھائی کون بول رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ بس تم کو پہنچ لگ جائیگا۔ تمہارے پچھے فلاں جگد۔ میں نے فون بند کیا۔ میں بیٹھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد فون کیا کہ فون کیوں بند کیا۔ میں نے کہا کہ یا تم کون ہو اپنا تعارف کراؤ۔ کہتا ہے کہ میرا تعارف تم کو جلدی پتہ لگے گا۔ تمہارے پچھے فلاں سکول جا رہے ہیں یہ کر رہے ہیں اور وہ کر رہے ہیں۔ میں نے کہا ٹھیک ہے بھائی میں نے سن لیا۔ تیسری دفعہ پھر مجھے فون کر رہے ہیں۔ اچھا تم فون کیوں بار بار بند کر رہے ہو۔ میں نے کہا غیر پاریمانی الفاظ۔ تم جیسا بے غیرت کوئی نہیں ہے۔ تم اپنا نام بتاتے ہوئے مجھ سے ڈرتے ہو۔ تم میرا کیا بھکاڑ سکتے ہو، میں تمہیں چلچیخ کرتا ہوں۔ اُس واقعہ کے تین چار سال ہو گئے۔ یہ کیا ہے۔ میں محبت وطن ہوں مجھے پاکستانی ہونے پر فخر ہے۔ مجھے اپنے اداروں پر فخر ہے۔ ٹھیک ہے ذاتی اختلاف ہو گا کسی جزل کے ساتھ کسی بر یگیدر کے ساتھ، کسی آئی جی کے ساتھ، کسی کے ساتھ۔ لیکن بحیثیت پاکستانی یہ پاکستان ہمارا ہے۔ ہم سب کا ہے۔ یہ فوج ہماری ہے، یہ ادارے ہمارے ہیں۔ اس کی سرز میں کی وجہ سے ہم کسی ایسروٹ پر جناب اسپیکر! آپ نے بھی باہر بہت سفر کیا ہے اور ہم نے بھی کیا ہے ہم سبز پاسپورٹ دیکھاتے ہیں۔ بحیثیت پاکستانی بھی اُس نے نہیں کہا ہے کہ تم زہری ہو، تم کھیتر ان ہو، تم اچنڈی ہو، تم کا کڑ ہو۔ no۔ پاکستانی یہ ہماری پیچان ہے۔ میں گزارش کروں گا اس فلور پر آخر میں۔ جناب اسپیکر صاحب میری گزارش ہو گی۔ دست بستے گزارش ہو گی کہ پاکستان کو آپ تسلیم کریں۔ پاکستان کی شہری نہیں۔ لوگوں کو جینے کا حق دیں۔ کل اٹھا کے سارے آپ کے کوڑیوں کے دام روٹے ہوئے لا الہ الا اللہ رسول اللہ لوگوں نے جہاں پر جائیدادیں بیٹھیں دیئے ہیں۔ کیا ہے ایک گولی رکھی ہوئی ہے کی گولیاں رکھی ہوئی ہیں اور کفن بھیجا جا رہا ہے کہ جی تم نان لوکل ہو یہاں سے نکل جاؤ۔ یہ کو ساتھ copper

ہے۔ یہ پاکستان سب کی سر زمین ہے جتنا میرا کوئی پرحق ہے اُتنا ہو را اور پشاور پرحق ہے اور اتنا اسلام آباد پر۔ میں چیلنج سے کہتا ہوں جائیں آپ اسلام آباد میں لا ہو ریں اگر آپ کوئی نے روکا تو میں ذمہ دار ہوں۔

جناب اسپیکر: شکریہ۔ میرے خیال میں بہت سارے speakers ہیں، باقی ماندہ جو بحث ہے۔ میرے خیال میں speakers بہت زیادہ ہیں یہاں گورنمنٹ سے بھی۔ بس وہ اگلی نشست پر کر دیں گے۔ پھر fresh mind کے ساتھ آ جانا۔ ہاں پرسوں کر دیں۔ پرسوں، کچھ نہیں بہت زیادہ ہیں۔ بہت سارے۔ تو پھر اگلی نشست میں کر لیں continue کر رہے ہیں۔ پرسوں کیلئے مطلب 12 تاریخ کو بحث کیلئے۔ وہ اُسی دن کر لیں۔ پھر لمبا ہو جائیگا۔ یہ جو باقی ماندہ کا رواںی 12 اگست کو کر دیں۔ جی۔

میرا خڑھیں لاغو: جناب والا! سردار صاحب نے کہا کہ پاکستانی بینیں۔ سردار صاحب مجھے کسی سے شفقیت لینے کی ضرورت نہیں ہے الحمد للہ ہم اس ملک کے شہری ہیں، ہمارے پاس پاسپورٹ بھی ہے، شناختی کارڈ بھی ہے۔ اچھا دوسرا سردار صاحب نے جو اساتذہ کے حوالے سے کہا تھا یہ ایک تاریخی واقعہ ہے اس میں غلام مصطفیٰ کھر، حکومت پنجاب اور بلوچستان کے درمیان deputation پر آئے ہوئے پولیس آفیسر ان اور یورو کریمیں کے حوالے سے ایک جھگڑا شروع ہوا۔ جس میں غلام مصطفیٰ کھرنے deputation پر آئے ہوئے جتنے اساتذہ کرام تھے ان کو واپس بلا لیا۔ وہ الزام بھی سردار صاحب ہم پر ڈال رہے ہیں۔ اور جناب والا! اس ملک میں اگر صحافیوں کو بولنے کی اجازت نہیں ہوگی، صحافیوں کو تحریر کرنے پر گولیاں ماری جائیں گی، تو اس طرح کے frustration جو ہے یہ معاشرے کا ایک حصہ بن جائی گی۔ بہت شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: شکریہ، اب اسمبلی کا اجلاس بروز بدھ مورخہ 12 اگست 2020 بوقت شام 4:00 بجے کیلئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس رات 10 بجے 11 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)